رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

REGD E.P. NO 861

جلد ۴ | ۲۸ اخاء ۱۳۳۴ ہش - ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ - ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء | نمبر ۲۸

قادیان کے ایک درویش کی ہمت و کوشش پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کا اظہار خوشنودی

قادیان ۲۷ اکتوبر۔ گذشتہ پرچہ میں قادیان اور مضافات میں حالیہ شدید بارش اور اس کے نتیجے میں سیلاب کا قدرے تفصیلی ذکر کیا جا چکا ہے۔ اسی رپورٹ میں اس امر کا بھی ذکر کیا گیا تھا کہ غیر معمولی بارشوں اور شدید نقصانات کے پیش نظر نہ صرف قادیان کے احمدی احباب کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت اقدس میں خصوصیت سے دعا کی درخواست کرنے کی تمنا تھی۔ بلکہ بعض غیر مسلم احباب نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا۔ گو مقامی طور پر قادیان سے اس امر کی تار دے دی گئی تھی۔ لیکن قادیان کے ایک جوان ہمت درویش مرزا محمود احمد صاحب ذاتی طور پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنے کے خیال سے قادیان سے پیدل روانہ ہو گئے۔ چنانچہ ۵ اکتوبر تک قادیان میں بارش ہوتی رہی اور ذرائع آمد و رفت بالکل مسدود ہو چکے تھے۔ مگر یہ نوجوان ۷ اکتوبر کو اس نیک جذبہ کو لے کر قادیان سے پیدل روانہ ہو گئے۔ یہ ایسا وقت تھا۔ جبکہ قادیان اور امرتسر بلکہ بارڈر تک جس طرف نظر جاتی پانی ہی پانی تھا۔ رستہ میں گاؤں کے گاؤں زیر آب تھے۔ خشکی کا نشان نہ ملتا تھا۔ لوگ اونچی جگہوں پر پناہ لئے ہوئے تھے۔ متعدد مقامات سے ریلوے لائن ٹوٹ گئی سڑکیں بہہ گئیں۔ چنانچہ بعض جگہ انہیں تیرنا بھی پڑا۔ اکثر راستہ میں گلے گلے تک پانی بہہ رہا تھا۔ بٹالہ تحصیل اور ڈیرہ بابا نانک کے آس پاس سات سات فٹ پانی بڑی تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا الغرض صبح سات بجے چل کر ۵½ بجے شام بڑی محنت سے امرتسر پہنچ گئے

صبح واہگہ بارڈر سے گذر کر لاہور پہنچ گئے۔ لیکن آگے راوی کے شدید سیلاب نے رستہ بالکل مسدود کر رکھا تھا۔ چنانچہ نوجوان مذکور کو ناچار ۱۱ اکتوبر تک لاہور ہی میں ٹھیرنا پڑا۔ آخر ۱۲ اکتوبر کو حالات قدرے سازگار ہوئے تو لاہور سے کالا شاہ کاکو تک پانی میں پیدل چل کر پہنچے۔ یہ رستہ بھی سیلاب کے باعث حد درجہ خستہ اور خراب ہو چکا تھا۔ پھر گوجرانوالہ کے رستہ اُسی روز بخیریت ربوہ پہنچ گئے۔ اگلے روز ۱۳ اکتوبر بعد نماز ظہر مرزا محمود احمد صاحب کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور درخواست دعا کا بھی موقعہ ملا۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مرزا محمود احمد صاحب کے حالات سفر سن کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ چنانچہ جناب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مرزا محمود احمد صاحب کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کی اطلاع حسب ذیل الفاظ میں دی:۔

"آپ جس ہمت اور کوشش سے قادیان سے لاہور اور پھر ربوہ پہنچے ہیں ان حالات کی اطلاع حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دی گئی حضور نے آپ کو جزاکم اللہ احسن الجزاء فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے۔ کہ قادیان کے سب درویشوں کو تیرنا سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ خطرے کیوقت آتے ہی رہتے ہیں ایسے موقعہ پر ایک نہیں آنا چاہیئے بلکہ دو تین ہوں اور باہمی رستہ پکڑا ہوا ہو۔ سکھوں اور ہندوؤں کی مدد بھی کرنی چاہیئے"۔

نیز حضور کے ارشاد سے خدام الاحمدیہ ربوہ کے اجلاس میں مرزا محمود احمد صاحب کی حالات سفر پر تقریر بھی کروائی گئی۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاعات

قادیان ۲۷ اکتوبر۔ حالیہ شدید بارشوں اور سیلاب کے باعث تا حال ربوہ سے ڈاک آنی شروع نہیں ہوئی۔ جس کی وجہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق کوئی باقاعدہ اطلاع مل نہیں سکی۔ البتہ چند روز ہوئے مکرم شیخ عبد الحمید صاحب عاجز۔ پاکستان تشریف لے گئے تھے۔ انہیں ۲۳ اکتوبر کو ربوہ جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ ان کا بیان ہے کہ اُس روز حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نماز عصر پڑھانے کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ الحمد للہ حضور ہشاش بشاش تھے۔ اور نماز کے بعد حضور مجلس میں رونق افروز رہے۔ اور مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ اور مکرم عاجز صاحب سے قریباً ۲۰ منٹ تک گفتگو فرماتے رہے۔ جس میں حضور نے خصوصیت سے درویشان قادیان اور جماعتی امور کے متعلق ہدایات دیں۔

مکرم چوہدری صدر الدین صاحب (جو کل ہی زیارت مقامات مقدسہ کے لئے تشریف لائے ہیں) کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ بفضلہ تعالےٰ حضور کی صحت ترقی کر رہی ہے۔ اور قریباً روزانہ ہی حضور نماز عصر کے لئے مسجد مبارک میں تشریف لاتے ہیں۔ نیز چوہدری صاحب موصوف نے بتایا کہ چند روز سے حسب سابق حضور سے ملاقات کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

احباب کرام اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

حکومت کی خاص توجہ کے لئے

بٹالہ منڈل کانگریس کا ریزولیوشن

مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے پر جو ڈکیتی کی واردات ہوئی ہے۔ اس بارہ میں ہندو اور سکھ احباب نے بہت ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور دلیری کی سراہنا کی ہے۔ اور جان محفوظ رہنے پر مسرت محسوس کی ہے۔ اور اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ اگر ملک صاحب در بارہ ان حملہ آوروں کے قابو آ جاتے تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ چنانچہ پنڈت گورکھناتھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے وپریذیڈنٹ گورداسپور ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی۔ جناب پنڈت موہن لال صاحب ایڈووکیٹ ایم۔ ایل سی بٹالہ۔ جناب سردار جوگندر سنگھ صاحب ایم۔ ایل۔ اے ڈیرہ بابا نانک۔ جناب سردار گوردیال سنگھ صاحب باجوہ رئیس قادیان و جناب ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب صدر میونسپل کمیٹی قادیان نے خاص طور پر ہمدردی اور مسرت کا اظہار کیا ہے۔

اس واقعہ کے متعلق بٹالہ منڈل کانگریس قادیان نے جناب وزیر اعلےٰ صاحب پنجاب و جناب انسپکٹر جنرل صاحب پولیس پنجاب کے نام ذیل کا تار ارسال کیا ہے:۔

"شری ملک صلاح الدین وائس پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ کانگریس پر جبکہ وہ منڈل کانگریس کے جلاس سے واپس آ رہے تھے بٹالہ سے قادیان جانے والی سڑک پر مجرمانہ حملہ کیا گیا اور لوٹ لیا گیا۔ پولیس پر ناجائز دباؤ ڈالا جا رہا ہے مؤثر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے"۔

ہم ذمہ دار حکام کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ جبکہ حملہ آور ضرب کے نشانات کے باعث گرفتار ہو چکا ہے یہ ضروری تھا کہ لوٹا ہوا مال برآمد کروایا جاتا۔ اور اس کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کیا جاتا۔ چونکہ ہر گاؤں اور ہر شہر میں دھڑے ہیں بعض لوگ دھڑے بازی کے باعث حق و انصاف کا دامن چھوڑ کر اپنے دھڑے کی ناجائز طرفداری پر اتر آتے ہیں اور یہ نہایت افسوسناک ذہنیت ہے۔ چنانچہ یہ اطلاع ملی ہے کہ کئی اشخاص پورے زور سے ناجائز پراپیگنڈا کر رہے ہیں اور بعض یہ کہتے ہوئے بھی پائے گئے ہیں کہ ایک مسلمان کی خاطر چار پانچ غیر مسلموں کو لپیٹ میں لینا کہاں کی عقلمندی ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ ذمہ دار افسران ایسی باتوں سے بالا ہو کر مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائیں۔ تا نہ صرف ہمارے لئے بلکہ علاقہ بھر کے باشندوں کے لئے امن پیدا ہو جائے اور ایسے واقعات کا تکرار نہ ہو

چونکہ اس واقعہ سے علاقہ کے لوگوں میں بھی خوف و ہراس پھیل گیا تھا اور بالخصوص شام کیوقت سفر کرنے سے گریز کرتے تھے اس لئے اس امر کا پولیس افسران سے ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ بسا اوقات سفر کرنے والا مجبور ہوتا ہے۔ تو انہوں

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

کا

ایک تازہ رویاء

فرمودہ ۴ر اکتوبر ۵۵ء بمقام ربوہ

فرمایا:۔

میں واپسی کے وقت غالباً زیورک میں تھا۔ کہ میں نے خواب دیکھی۔ کہ میں ایک رستہ پر گذر رہا ہوں کہ مجھے اپنے سامنے ایک ریوالونگ لائٹ (Revolving Light) یعنی چکر کھانے والی روشنی نظر آئی۔ جیسے ہوائی جہازوں کو رستہ دکھانے کے لئے منارہ پر تیز لیمپ لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو گھومتے رہتے ہیں۔ میں نے خواب میں خیال کیا۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کا نور ہے۔ پھر میرے سامنے ایک دروازہ ظاہر ہوا جس میں پھاٹک نہیں لگا ہوا۔ بغیر پھاٹک کے کھلا ہے۔ میرے دل میں خیال گذرا۔ کہ جو شخص اس دروازہ میں کھڑا ہو جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کا نور گھومتا ہوا اس کے اوپر پڑے۔ تو خدا تعالےٰ کا نور اس کے جسم کے ذرہ ذرہ میں سرائیت کر جاتا ہے۔ تب میں نے دیکھا کہ میرا لڑکا ناصر احمدؐ اس دروازہ کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا اور چکر کھانے والا نور گھومتا ہوا اس دروازہ کی طرف مڑا۔ اور اس میں سے تیز روشنی گذر کر ناصر احمدؐ کے جسم میں گھس گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ ناصر احمدؐ دہلیز سے اتر آیا۔ اور منور احمدؐ نے اس کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ جس وقت مرزا منور احمدؐ اس دہلیز کی طرف بڑھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے تھے۔ دایاں ہاتھ دائیں طرف اور بایاں ہاتھ بائیں طرف۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پہلو میں عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب جا رہے ہیں۔ مرزا منور احمدؐ بڑھ کر اس دروازہ کی دہلیز پر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر پہلے کی طرح روشنی چکر کھا کے اس کی طرف آنی شروع ہو گئی اور اس کے جسم پر پڑنے لگی۔ اس وقت میرے دل میں خیال گذرا کہ کاش چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے بھی اس کا ہاتھ پکڑا ہوا ہو۔ تو اس میں سے ہو کر خدا تعالےٰ کا نور ان میں بھی داخل ہو جائے۔ تب میں نے ذرا سا منہ پھیرا اور دیکھا کہ عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے عزیزم مرزا منور احمدؐ کا دایاں ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔ اس پر میں نے دل میں کہا۔ الحمد للہ چوہدری صاحب نے عین موقع پر مرزا منور احمدؐ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ اب انشاء اللہ منور احمدؐ میں سے ہوتے ہوئے الٰہی نور چوہدری صاحب کے بھی سارے جسم میں گھس گیا ہو گا۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

خوابوں کے ساتھ یہ پہلو لگا ہوا ہوتا ہے۔ کہ اگر انسان اپنے آپ کو ان کے مطابق بنانے کی کوشش کرے۔ تو وہ زیادہ شان سے پوری ہوتی ہیں۔ اگر عزیزم مرزا ناصر احمدؐ۔ عزیزم مرزا منور احمدؐ اور عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے اس خواب کے مطابق اپنے آپ کو بنانے کی کوشش کی۔ اور دعاؤں اور توکل علی اللہ اور خدمتِ دین اللہ کی طرف توجہ کی۔ تو انشاء اللہ تعالےٰ دعاؤں کی قبولیت اور قرب الی اللہ کے نظارے وہ دیکھیں گے اور خود بھی فائدہ اٹھائیں گے اور دنیا کو بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ر اکتوبر۔ ملک صلاح الدین صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ بکار سلسلہ گورداسپور اور ۲۴ر اکتوبر کو بٹالہ گئے۔

۲۲ر اکتوبر۔ بعد نماز عشاء مکرم خورشید احمد صاحب نائب ایڈیٹر اخبار الفضل نے درویشان کرام کو سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت حضور کی مصروفیات اور دیگر ربوہ کے حالات سنا کر محظوظ فرمایا۔

ان کی زبانی یہ بھی معلوم ہوا کہ مالیہ سیلاب کی زد سے ربوہ بالکل محفوظ رہا ہے بلکہ مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام مغربی پنجاب کے سیلاب زدہ علاقہ جات میں متعدد کیمپ کھولے گئے اور خدام الاحمدیہ نے مختلف مقامات پر نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔

ربوہ ۲۲ر اکتوبر۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت اعصابی عارضہ کے باعث زیادہ خراب تھی۔ چنانچہ مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب آنمحترم کو علاج کے لئے لاہور لے گئے اور بعد میں بذریعہ فون خیریت سے پہنچنے کی اطلاع موصول ہوئی۔ نیز بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب* بھی بیمار ہیں۔ احباب کرام کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔ — قادیان ۲۶ر اکتوبر۔ حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سفر سے واپس آکر علیل ہو گئے تھے اب روبصحت ہیں۔ الحمد للہ۔

اپنے محبوب مرکز کی آبادی

اور

درویشان کے لئے مکانات کی تعمیر و مرمّت

احباب جماعت کو اخبار "بدر" مورخہ ۲۱ر اکتوبر سے کسی قدر اندازہ ہو چکا ہو گا کہ گذشتہ طوفانی بارش سے جو مسلسل ساٹھ گھنٹہ تک ہوتی رہی ہے۔ اس سے ہمارے ایریا کے مکانات شدید متاثر ہوئے ہیں۔ چنانچہ جملہ کچے مکانات تو منہدم ہو گئے ہیں۔ اور متعدد پختہ مکانات کی دیواریں اور چھتیں پھٹ گئی ہیں۔ ان مکانات کی از سر نو تعمیر و مرمت کا اندازہ کئی ہزار روپے تک پہونچ جاتا ہے۔ درویشان قادیان کی رہائش کے لئے مکانات کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ خواہ وہ معمولی نوعیت کے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس وقت ایک ایک مکان میں زیادہ سے زیادہ درویشان کو آباد کر کے نہایت تنگی ترشی سے گذارہ کیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کیفیت ایک لمبے عرصہ تک قائم نہیں رکھی جا سکتی۔ اکثر درویشان مع اہل و عیال قیام پذیر ہیں۔ اور فیملیز کے لئے لازمی طور پر علیحدہ پردہ دار مکان کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ تمام درویشان کو مکانات مہیا کرنا صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ ہے۔ مگر انجمن کی مالی مشکلات اور دیگر تبلیغی ضروریات پہلے ہی اس قدر وسیع ہیں۔ کہ بجٹ سے ان مکانات کی مرمت اور تعمیر کے لئے گنجائش نہیں نکالی جا سکتی کیونکہ صدر انجمن احمدیہ پہلے ہی کمی آمد چندہ جات کے باعث مقروض ہے اور یہ قرض دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان غیر معمولی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے احباب جماعت ہندوستان سے چندہ کی اپیل کی جائے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اخبار الفضل میں اسی ضمن میں ایک اعلان بھی شائع فرمایا ہے۔

لہذا میں مخلصین جماعت سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے محبوب مرکز کی آبادی اور درویشان کے لئے مکانات کی مرمت و تعمیر کے لئے حسب توفیق زیادہ سے زیادہ چندہ ارسال فرما دیں۔ اور میں اُمید کرتا ہوں۔ کہ مخلصین جماعت اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور اپنے عطیات بمد "حفاظت مرکز" جلد از جلد مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں ارسال کر کے اسم وار تفصیل سے نظارت ہذا کو بھی مطلع فرما دیں گے۔ تاکہ ایسے معطی احباب کی فہرست سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت بابرکت میں بغرض دعا پیش کی جا سکے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

خطبہ جمعہ

مغربی ممالک میں اب اسلام کی فوقیت اور برتری کو تسلیم کرنے کا رجحان سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۹ ستمبر ۱۹۵۵ء بمقام احمدیہ ہال کراچی

(خطبہ نویس۔ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں آج کا خطبہ شروع کرنے سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اس بیماری کا اثر زیادہ تر یہ ہے کہ میں

شور بالکل برداشت نہیں کرسکتا

ذرا بھی شور ہو تو مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص میرے سر پر ہتھوڑے مار رہا ہے۔ چنانچہ جس دن ہم آئے ہیں نئے مکان [illegible] نقائص کی وجہ سے اس قدر شور تھا۔ کہ جب ہم ناشتہ کرنے بیٹھے اور میرے ساتھ بیٹھنے والے میری بیویاں اور بچے ہی تھے۔ تو اگر کوئی پرچ میں پیالی بھی رکھتا ہو یا چمچہ رکھتا ہو تو مجھے یوں معلوم ہوتا کہ ڈھول بج رہے ہیں۔ یورپ میں بھی یہ تکلیف مجھے رہی ہے جس سے بچنے کے لئے میں اکثر اوقات اپنے کانوں میں روئی ڈال لیا کرتا تھا۔

اس بیماری کا دوسرا اثر میری آنکھوں پر پڑا ہے جس میں پہلے سے تو بہت افاقہ ہے مگر پھر بھی ابھی کمزوری باقی ہے۔ جب میں ان دوستوں کو دیکھتا ہوں جن کو میں پہچانتا تھا۔ اور اب بھی پہچانتا ہوں۔ تو مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شکلیں میں تھوڑا سا فرق ہے۔ ڈاکٹروں نے دوبارہ معائنہ میں بتایا ہے کہ پہلے سے نظر ٹھیک ہو رہی ہے۔ لیکن پھر بھی دیر تک میں ایک جگہ پر نظر نہیں ڈال سکتا۔ اس سے دماغ میں پریشانی پیدا ہو جاتی اور مجھے کوفت محسوس ہونے لگتی ہے۔ بہرحال ڈاکٹروں کی رائے یہ ہے کہ آنکھوں کے کچھ عرصہ استعمال کے بعد یہ نقائص کم ہونے لگیں گے۔ اسی طرح

گلے اور کان کا معائنہ

کروایا گیا۔ تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ جہاں تک طبی معائنہ کا تعلق ہے کان اور گلے میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ یہ صرف فنکشنل (Functional) تکلیف ہے۔ یعنی ان اعضاء کے طریق کار کو بیماری کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے۔ اسلئے اب نئے سرے سے آپ کو ہر چیز کی عادت ڈالنی پڑے گی۔

آج میں سب سے پہلے اپنے ان تجارب سے جو مجھے یورپ کے سفر میں ہوئے ہیں

ایک بات کا خصوصیت سے ذکر

کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً [illegible] یا [illegible] میں کہا تھا ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج

یہ وہ زمانہ تھا جب دنیا کے کسی انسان کے واہمہ و خیال میں بھی تبلیغ اسلام نہیں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت کچھ اشتہار لکھ کر بھیجے اور بعض نے وہ اشتہار پڑھے بھی۔ لیکن اس سے زیادہ اس وقت کوئی تبلیغ نہیں تھی۔ بعد میں ہمارے مشن بیرونی ممالک میں قائم ہوئے اور کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ مگر یہ بات بھی ایسا ہی تھا جیسے پہاڑ کھودنے کے لئے ہتھوڑا مارا جاتا ہے۔ ہتھوڑا مارنے سے دو تین انچ پہاڑ تو کھد سکتا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ پہاڑ کھودا گیا ہے۔ بے شک ہم اس بات پر خوش ہو سکتے ہیں کہ پہاڑ کھودنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کھودا بھی گیا ہے۔ لیکن اس سفر میں میں نے

اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب نشان

دیکھا کہ یورپ کے بعض اچھے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں وہی باتیں جو پہلے اسلام کے خلاف سمجھی جاتی تھیں اب اس کی صداقت کا ثبوت سمجھی جانے لگی ہیں۔ چنانچہ میرے لنڈن پہنچنے سے چند دن پہلے ہی وہاں ایک مشہور میوزیشن (Musician) جو لنڈن کے ایک اہم ترین اوپیرا میں کام کرتا اور پیانو وغیرہ بجاتا ہے اس کے دل میں اسلام کی رغبت پیدا ہوئی۔ اس کی ماہوار تنخواہ ۱۰۵ پونڈ ہے۔ گویا آجکل کے ریٹ کے لحاظ سے قریباً چودہ سو روپیہ لیکن اس کے علاوہ وہ زائد روپیہ بھی کما لیتا ہے۔ اس کی بیوی نے بتایا۔ کہ وہ قریباً سترہ اٹھارہ سو پونڈ سالانہ کماتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اس کی

دو ہزار کے قریب ماہوار آمد

ہے۔ مجھے ایک دفعہ لنڈن میں بڑے بڑے تاجر ملنے کے لئے آئے۔ میں نے ان کے سامنے اس کا نام لیا۔ تو ایک شخص کی بیوی نے فوراً پہچان لیا۔ اور کہا کہ ہاں میں اس کو جانتی ہوں۔ اس نے بڑی سی داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ اتنی بڑی داڑھی کہ آپ لوگ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ میں سے شائد ایک فیصدی کی بھی اتنی بڑی داڑھی نہیں۔ مجھے جب وہ ملا تو کہنے لگا کہ میرے دوست جب مجھے دیکھتے ہیں۔ تو مجھے پاگل کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اگر آپکی داڑھی نہ ہوتی۔ تو میں آپ کو پاگل سمجھتا۔ ان کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ داڑھی رکھنے والا پاگل ہے۔ اور میرا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ داڑھی نہ رکھنے والا پاگل ہے۔ جو لوگ داڑھی نہیں رکھتے۔ وہ داڑھی رکھنے والوں کو پاگل سمجھتے ہیں۔ اور جو داڑھی رکھتے ہیں وہ داڑھی نہ رکھنے والوں کو پاگل سمجھتے ہیں۔ بہرحال جب تک دنیا میں اختلاف رہے گا لوگوں کے یہ فتوے جاری رہیں گے۔

مجھے وہاں کے مبلغین نے بتایا کہ اس شخص کی

اسلام کی طرف رغبت کی ایک عجیب وجہ

ہے۔ جو عام وجوہات کے بالکل الٹ ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کے دماغوں میں تغیر پیدا کر رہا ہے۔

کوئی زمانہ ایسا تھا کہ اسلام کے رستہ میں سب سے زیادہ روک تعدد ازدواج کی روک سمجھی جاتی تھی۔ یورپ کے لوگ اصرار کرتے تھے کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا سخت ظلم ہے۔ مگر اب یہ حالت ہے کہ وہ پہلے بعض اور مسلمانوں کے پاس گیا۔ اور ان سے کہا کہ

اسلام کا تعدد ازدواج کے متعلق

کیا خیال ہے۔ انہوں نے کہا کہ توبہ توبہ یہ بات تو دشمنوں کی طرف سے [illegible] بگاڑ کر پیش کی جاتی ہے۔ اسلام میں کوئی ایسا حکم نہیں۔ یہ تو خاص خاص مجبوریوں اور شرطوں اور قیدوں کے ساتھ اجازت دی گئی ہے۔ وہ کہنے لگا کہ انہوں نے جب مجھے یہ جواب دیا۔ تو میں جھٹ کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ مجھے تو اسلام میں یہی ایک خوبی نظر آئی تھی۔ اور تم کہتے ہو کہ اس کے ساتھ کئی قسم کی شرطیں اور قیدیں ہیں۔ میں تو وہاں جانا چاہتا ہوں جہاں مجھے سیدھی طرح بتایا جائے۔ کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد وہ ہمارے پاس آیا۔ اور اس نے پوچھا کہ اس بارہ میں اسلام کا کیا حکم ہے۔ ہمارے مبلغین نے بتایا کہ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ مگر اس نے ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے۔ کہ تم انصاف سے کام لو۔ اور ہر بیوی کا حق ادا کرو۔ وہ کہنے لگا یہ بات درست ہے۔ اور میری عقل اسے تسلیم کرتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یورپ نے اس تعلیم کو چھوڑ کر بہت کچھ کھویا ہے۔ اور ہم نے اپنے اخلاق بگاڑ لئے ہیں۔ اس لئے اب میں آپ کے پاس ہی آیا کروں گا چنانچہ وہ مجھے بھی ملا اور اپنی بیوی اور بچوں کو بھی ہمارے گھر لایا۔ پھر اس نے مجھ سے جو باتیں کیں۔ ان سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے کس طرح اسلامی تعلیم پر گہرا غور کیا ہے۔ اس نے

قرآن کریم کا انگریزی دیباچہ

نکالا۔ اور کہا کہ آپ نے اس کتاب میں ایک ایسی بات لکھی ہے جس سے میرے دل میں شبہ پیدا ہوا ہے۔ اس نے کہا میرا طریق یہ ہے کہ میں کتاب پڑھتا جاتا ہوں۔ اور جو شبہات میرے دل میں پیدا ہوں۔ ان کو میں نوٹ کرتا جاتا ہوں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران میں میرے دل میں

ایک شبہ پیدا ہوا ہے

میں نے کہا فرمائیے وہ کیا شبہ ہے۔ کہنے لگا اس کتاب میں آپ نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں عبادت کے لئے بیٹھے تھے۔ کہ آپ کی ایک بیوی آپ سے ملنے کے لئے آگئیں۔ چونکہ واپسی کے وقت رات ہو گئی تھی۔ اس لئے آپ اپنی بیوی کو گھر پہنچانے کے لئے ساتھ چل پڑے۔ راستہ میں آپ کو ایک صحابیؓ ملا۔ اسے دیکھ کر آپ کو شبہ پڑا۔ کہ کہیں اسے ٹھوکر نہ لگ جائے اور وہ یہ خیال نہ کرے کہ میں کسی اور کو ساتھ لئے جا رہا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنی بیوی کے منہ پر سے نقاب اٹھا دی۔ اور اسے کہا کہ دیکھو یہ میری بیوی ہے (مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۱۵۶ و صفحہ ۲۸۵ و بخاری ابواب الاعتکاف) جب میں نے یہ واقعہ پڑھا تو مجھے سخت اعتراض پیدا ہوا۔ اور میں نے کہا کہ پردہ تو

اسلام کے نہایت اعلیٰ درجہ کے حکموں میں سے

ایک حکم ہے۔ اور یہ مذہب اور پاکیزگی کی جان ہے۔ اگر کوئی بدبخت شخص ایسا تھا جس کے دل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پچاس ساٹھ سالہ زندگی کو دیکھ کر بھی شبہ پیدا ہوا۔ تو وہ بے شک جہنم میں جاتا۔ اس کی کیا حیثیت تھی۔ کہ محض اس کا ایمان بچانے کے لئے اپنی ایک بیوی کے منہ پر سے پردہ اٹھا دیا جاتا۔ جس شخص نے اتنی مدت دراز تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمات کو دیکھا۔ آپؐ کی محبت الٰہی کو دیکھا۔ اور پھر بھی اس کے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ وہ کمبخت اگر مرتا تھا تو بے شک مرتا۔ اس کے لئے کیا ضرورت تھی کہ اپنی کسی بیوی کے منہ پر سے نقاب اٹھا دیا جاتا۔ چونکہ مجھ پر ابھی بیماری کا نیا نیا حملہ ہوا تھا۔ اس لئے میرے دل میں اس سوال سے تھوڑی سی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور میں نے سوچا کہ یہ

ایک نیا سوال ہے

اور آدمی بڑا پڑھا ہوا اور زیرک ہے معلوم نہیں میں اس کا جواب بھی دے سکوں گا یا نہیں۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ سنت ہے کہ اگر کسی سوال کا جواب مجھے نہ آتا ہو۔ تو ادھر سوال کرنے والا سوال کرتا ہے۔ اور ادھر بجلی کی طرح میرے دل میں اس کا جواب آ جاتا ہے۔ مگر چونکہ میں اس وقت بیمار تھا۔ اس لئے میں نے

اللہ تعالیٰ سے دعا کی

کہ الٰہی میں تو بیمار ہوں۔ تو تو بیمار نہیں۔ تو مجھے اس سوال کا جواب سمجھا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فوراً مجھے جواب سمجھا دیا جس سے اس کی زبان بند ہو گئی۔ میں نے کہا آخر آپ کو یہی اعتراض ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹی چیز کے لئے بڑی چیز کو کیوں قربان کر دیا۔ بے شک اس کا ایمان بھی ایک قیمتی چیز تھی۔ مگر بہرحال وہ ایک کمزور انسان کا ایمان تھا۔ کیونکہ اس نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزگی پر شک کیا۔ اس شخص کے ایمان بچانے کے لئے اپنی ایک بیوی کا پردہ اٹھا دینا ایک بڑی چیز کو چھوٹی چیز کے لئے قربان کر دینا ہے۔ کہنے لگا ہاں میرے دل میں یہی شبہ پیدا ہوا ہے میں نے کہا تو پھر اس

کے معنے یہ ہیں کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز کے لئے قربان کر دینا چاہیئے۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر اس مخصوص واقعہ کو دیکھا جائے تو اس میں اس شخص کا

ایمان بچانا بڑا کام تھا

اور بیوی کے منہ سے نقاب اُلٹ دینا چھوٹی بات تھی۔ کہنے لگا یہ کس طرح؟ میں نے کہا کہ یہ تو تم جانتے ہو۔ کہ پردہ کا حکم پہلی شریعتوں میں نہیں تھا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ پردہ کا حکم رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری سالوں میں نازل ہوا ہے یعنے مدینہ میں ہجرت کرنے کے بعد پردہ کا حکم نازل ہوا ہے تیرہ سال تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے اور پردہ کا حکم نازل نہ ہوا۔ پھر مدینہ تشریف لائے تو وہاں بھی چار پانچ سال تک پردہ کا حکم نہیں آیا۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعویٰ نبوت کے بعد جو ۲۳ سالہ زندگی گزری ہے۔ اس میں سے سترہ اٹھارہ سال تک آپ کی بیویوں نے پردہ نہیں کیا۔ اور جب پردہ کا حکم مدینہ آنے کے بھی چار پانچ سال بعد نازل ہوا ہے تو تمہیں یہ ماننا پڑے گا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر بیوی کو ہر صحابی نے دیکھا ہوا تھا۔ اب بتاؤ کہ جس بیوی کو وہ سو دفعہ پہلے دیکھ چکا تھا۔ اگر ایک موقعہ پر اس کا ایمان بچانے کے لئے آپ نے اپنی اس بیوی کا نقاب اٹھا دیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ وہ آپ کی بیویوں کو جوانی کی حالت میں دیکھ چکا تھا اور اب تو وہ بڑی عمر کی ہو چکی تھیں اس عمر میں اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کے منہ سے نقاب اُلٹ دیا۔ تو چاہے وہ کتنا ہی کمزور ایمان والا شخص ہو۔ اس کے ایمان کو بچانے کے لئے آپ کا نقاب اُلٹ دینا بالکل بے حقیقت بات تھی۔ کیونکہ اس بیوی کو اس نے جوانی کے دنوں میں بھی دیکھا ہوا تھا۔ اور اب تو وہ بڑی عمر کی ہو چکی تھیں۔ جوانی میں سو دفعہ دیکھنے والے شخص کے سامنے اگر آپ نے بڑھاپے میں اپنی ایک بیوی کے منہ سے اس کا ایمان بچانے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے پردہ اُٹھا دیا۔ تو آپ نے بڑی چیز کو چھوٹی چیز پر قربان نہیں کیا۔ بلکہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز کے لئے قربان کیا۔ اس جواب سے وہ خوش ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ اب میری سمجھ میں یہ بات آ گئی ہے۔ غور کرو کہ

یہ کتنا بڑا تغیر ہے

کہ یا تو یہ کہا جاتا تھا۔ کہ چونکہ اسلام پردہ کا حکم دیتا ہے۔ اس لئے جھوٹا ہے۔ اور یا یہ کہا جاتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت ایک شخص کا ایمان بچانے کے لئے اپنی بیوی کے منہ سے ایک منٹ کے لئے بھی نقاب کیوں اتارا۔ اسی طرح ایک ڈچ عورت جو ایک مصری سے بیاہی ہوئی ہے۔ ہالینڈ میں مجھے ملی۔ اس نے بتایا کہ جب

پادری اعتراض کرتے ہیں

کہ ایک سے زیادہ بیویاں کرنا سخت ظلم ہے تو میں انہیں کہا کرتی ہوں۔ کہ بے شرمو۔ تم نے تو بیوی کا نہیں بننا۔ بیوی تو ہم نے بننا ہے۔ تم کون ہوتے ہو اعتراض کرنے والے۔ اگر یہ ظلم ہے۔ تو اس کی شکایت ہمیں ہونی چاہیئے۔ تم تو مرد ہو۔ تمہیں کیوں شکایت ہے۔ پھر میں کہتی ہوں کہ اسلام میں تو یہ بھی لکھا ہے۔ کہ انصاف سے کام لو۔ اگر وہ انصاف کریں۔ تو مجھے یا کسی اور عورت کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ وہ دو چھوڑ دس عورتیں کریں تمہارا کیا حق ہے۔ کہ تم اس پر شور مچاؤ۔ میں نے یہی واقعہ اس کو سنایا تو وہ کہنے لگا آپ ہالینڈ کی بات کرتے ہیں۔ میں لندن میں دس ہزار عورت ایسی دکھا سکتا ہوں۔ جو اس بات کے لئے تیار ہے کہ مرد اگر انصاف سے کام لیں۔ تو بے شک وہ کئی شادیاں کریں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اخلاق اتنے بگڑ چکے ہیں کہ

اچھے خاوند

میسر ہی نہیں آتے۔ اب دیکھو یہ کتنا بڑا تغیر ہے جو ان میں پیدا ہو رہا ہے اسی طرح کئی لوگ مجھے ملے۔ جنہوں نے کہا ہم نے بیس بیس تیس تیس سال سے شراب نہیں پی۔ یہ کتنا عظیم الشان انقلاب ہے جو ان میں پیدا ہوا ہے۔ پہلے کثرت ازدواج پر اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور اب کہتے ہیں کہ یہی اسلام کی بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک سے زیادہ شادیوں کی تعلیم دیتا ہے۔ پہلے اس پر اعتراض تھا کہ پردہ کیوں کیا جاتا ہے اور اب اس پر اعتراض ہے کہ ساری عمر نہیں بلکہ ایک منٹ کے لئے بھی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا پردہ کیوں اتارا۔ غرض وہی چیزیں جو پہلے اعتراض کا موجب سمجھی جاتی تھیں۔ اب

خوبی کا موجب

سمجھی جانے لگی ہیں۔ اور ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں۔ جو ان کی تائید کرتے ہیں۔ جرمنی میں جب گورنمنٹ نے مجھے ریسیپشن (Reception) دیا۔ تو ہمارے تمام ساتھیوں کے ساتھ ایک وزیر بیٹھ گیا۔ اور باتیں کرنے لگا ان کے ملک میں یہ دستور ہے کہ جو کام سب سے زیادہ اہم ہو۔ وہ جس وزیر کے سپرد ہو۔ اسی کو پرائم منسٹر سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ یہ ریسیپشن (Reception) میری خاطر تھا اس لئے انہوں نے جس وزیر کو میرے ساتھ بٹھایا۔ وہ وزیر تعمیرات تھا۔ پہلے تو مجھے اس پر تعجب ہوا۔ مگر پھر انہوں نے بتایا۔ کہ چونکہ آجکل ہم سب سے زیادہ زور تعمیر پر خرچ کر رہے ہیں۔ اور ہمارے ملک کی طاقت کا بیشتر حصہ تعمیرات پر صرف ہو رہا ہے اس لئے اب وزیر تعمیرات ہی ہم میں سب سے بڑا منسٹر سمجھا جاتا ہے۔ وہ باتوں باتوں میں پوچھنے لگے کہ جماعت کی کتنی تعداد ہے۔ اور آپ کے کتنے مشن اس وقت قائم ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا۔ کہ ہماری اتنی تعداد ہے۔ اور اس قدر مشن ہیں۔ تو انہوں نے تعجب کے ساتھ کہا۔ کہ جماعت اس سے

زیادہ مشن کیوں نہیں کھولتی

میں نے انہیں بتایا۔ کہ اب ہمارا ارادہ ہے کہ اپنے مشنوں کو بڑھائیں۔ اور اس بارہ میں جلد کوئی قدم اُٹھایا جائے گا۔ غرض جرمنی میں اسلام کی اشاعت کا ایک وسیع میدان پایا جاتا ہے۔ اور ان میں اسلام کی طرف رغبت اور شوق کا احساس نظر آتا ہے پیچھے کا مبلغ جب تبلیغی کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے آیا۔ تو اس نے بتایا کہ سپین سے آتے وقت جرمنی کے ایمبیسیڈر (Ambassador) سے میں ملنے گیا تھا۔ وہ جرمن بادشاہ ولہلم (Wilhelm) کے خاندان میں سے ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ ہماری جماعت کے ہیڈ انگلستان آئے ہوئے ہیں۔ اور وہاں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں شمولیت کے لئے جا رہا ہوں وہ کہنے لگا کہ میرا بھی ایک پیغام ان کے نام لیتے جاؤ۔ میری طرف سے انہیں کہنا کہ

جرمن لوگ

اسلام قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ آپ جلدی کیوں نہیں کرتے۔ وہاں اپنا تبلیغی مشن کھولیں ہمارا ملک اس وقت روحانی لحاظ سے پیاسا ہے۔ مگر اسے کوئی رستہ نظر نہیں آتا۔ آپ وہاں جائیں۔ اور اپنی باتیں پہنچائیں۔ ہمارا ملک آپ کی باتیں ماننے کے لئے تیار ہے۔ غرض لوگوں کے اندر

سچائی کو قبول کرنے کا مادہ

پایا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دوست قربانی کریں۔ اور اپنی ذمہ واری کو محسوس کریں۔ جرمنی کے ایک شہر کی جماعت نے کہا۔ کہ اگر ہمیں مبلغ مل جائے اور مسجد کے لئے زمین خرید کر دے دی جائے۔ تو ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اگلے چھ ماہ میں

کئی سو احمدی مسلمان

اس شہر میں پیدا ہو جائیں گے۔ اور ایک دو سال میں ہزار دو ہزار ہو جائیں گے۔ وہاں ایک احمدی عرب موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ فی الحال اسی کو یہاں مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ میں نے اسی کو وہاں مقرر کر دیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ زمین کے لئے کتنی رقم کی ضرورت ہے۔ میں اپنے ملک پر قیاس کر کے سمجھتا تھا کہ وہ پچاس ساٹھ ہزار روپیہ مانگیں گے مگر انہوں نے کہا کہ ہمیں

صرف دو ہزار مارک

دے دیں۔ میں نے کہا کہ یہ دو ہزار مارک تو میں اپنی جیب سے بھی دے دوں گا۔ تم اس کے متعلق تسلی رکھو مجھے صرف یہ بتا دو کہ عمارت کے لئے کتنا روپیہ لو گے۔ وہ فوراً بول اُٹھے۔ کہ عمارت کے لئے ہم آپ سے ایک پیسہ بھی نہیں لیں گے۔ سارا کام ہم اپنے ہاتھ سے کریں گے۔ آپ ہمیں صرف دو ہزار مارک دے دیں تاکہ ہم زمین خرید لیں۔ اس کے بعد اس پر عمارت ہم خود بنائیں گے۔ یہ چیز ایسی ہے جو سارے جرمنی میں پائی جاتی ہے قاضی نبیل کے ایک نوجوان جو قاضی محمد اسلم صاحب کے بھتیجے ہیں وہاں تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے پاس جرمن قوم کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ وہ بڑے محنتی ہیں۔ وہ کہنے لگے میں ابھی جرمنی سے آ رہا ہوں۔ وہاں میں جس مکان میں رہتا تھا اس کی کھڑکی سے میں روزانہ یہ نظارہ دیکھتا تھا کہ سامنے ایک بلڈنگ گری پڑی ہے وہ اسے بنانے کے لئے اکٹھے ہو جاتے اور دوسرے دن شام کو میں دیکھتا تو وہ چھتوں تک پہنچی ہوئی ہوتی۔ اور یہ سارا کام محلہ والے بغیر ایک پیسہ مزدوری لئے کرتے تھے۔ میں نے خود ہیمبرگ کو دیکھا وہاں چودہ لاکھ کی آبادی ہے۔ اور امیرانہ ٹھاٹھ کے ساتھ رہنے والے لوگ ہیں۔ مگر ایک عمارت بھی ٹوٹی ہوئی نظر نہیں آئی۔ اس کے مقابلہ میں انگلستان میں بمباری سے صرف چند ہزار مکان ٹوٹا تھا۔ مگر اب بھی وہ اسی طرح گرا پڑا ہے۔ پھر ان کی ہمتیں ایسی بلند ہیں کہ

ایک جرمن ڈاکٹر

سے میں نے وقت مقرر کیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہ جگہ جو ہسپتال کی یونیورسٹی تھی وہاں بم گرنے کی وجہ سے اس مسجد کے برابر برابر شگاف پڑے ہوئے تھے اور اندر صرف دو تین ٹوٹی ہوئی کرسیاں اور ایک ردی سی چارپائی رکھی تھی۔ اور انہی ٹوٹی ہوئی کرسیوں پر ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر کام کر رہے تھے۔ میں جب گیا تو ایک اونی سی کرسی پر انہوں نے مجھے بھی بٹھا دیا۔ مگر ان کے چہروں پر اس قدر بشاشت تھی کہ وہ رپورٹ پڑھتے جاتے اور ہنستے جاتے تھے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان کے ہاں کوئی شادی کی تقریب ہے جس ڈاکٹر نے میرا معائنہ کرنا تھا۔ وہ اس وقت ایک سو پینتیس میل دور کسی اور مقام پر کسی ضروری اپریشن کے لئے گیا ہوا تھا اور چونکہ میرے ساتھ وقت مقرر تھا۔ اس لئے وہ وہاں سے موٹر دوڑاتے ہوئے پہنچا اور کمرہ میں آتے ہی بغیر سانس لئے میرا معائنہ شروع کر دیا۔ اگر کوئی ہمارا آدمی ایسے موقعہ پر آتا تو وہ پہلے یہی کہتا کہ "سانس لینے دو" یعنی پہلے مجھے سانس تو لینے دو پھر میں معائنہ بھی کرتا ہوں۔ مگر اس نے

بغیر سانس لئے

میرا معائنہ شروع کر دیا۔ اور پھر جب ہم نے اسے فیس دینا چاہی تو اس نے فیس لینے سے انکار کر دیا۔ دوسری دفعہ ہم نے اس کے سیکرٹری سے کہا کہ فیس لے لی جائے۔ اس نے فون کیا تو جس ڈاکٹر نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ میں ایک دفعہ تو کہہ چکا ہوں کہ میں نے فیس نہیں لینی۔ اس کے

بعد ہم نے اپنے جرمنی کے مبلغ سے کہا کہ تم اسے جاکر کہو کہ ہم اتنی دور سے یہاں علاج کرانے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے آپ اپنی فیس لے لیں۔ مگر اس نے پھر یہی کہا کہ یہ مذہبی آدمی ہیں اس لئے میں نے ان سے فیس نہیں لینی۔ پندرہ بیس منٹ اس کے ساتھ جھگڑا رہا مگر اس نے فیس نہیں لی۔ غرض ان کے اندر اس قدر جوش پایا جاتا ہے۔ اور اس قدر ہمت اور کام کرنے کی روح پائی جاتی ہے کہ ہر شخص کی حالت کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ یہ ارادہ کر کے بیٹھا ہے کہ وہ دنیا میں کچھ نہ کچھ کام کر کے رہے گا۔ ان کے مقابلہ میں ہمیں اپنے ملک کی حالت کا قیاس کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ وہ بھی ہمارے جیسے آدمی ہیں مگر ہماری محنت اور ان کی محنت اور ہمارے کام کی آپس میں کوئی نسبت ہی نہیں۔ انگلستان ان کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی زمانہ میں ہندوستانی انگریزوں کے مقابلہ میں تھے۔ انگلستان کے لوگ بالکل سست اور نکمے ہیں۔ کام کریں گے تو ہاتھ پیچھے ڈالیں گے اور مزدوری پہلے مانگیں گے۔ ان کی حالت بالکل پرانے زمانہ کے کشمیریوں کی سی ہو گئی ہے۔ ایک دفعہ ہم کشمیر گئے۔ اور اسباب اتارا۔ تو ہم نے ایک مزدور کو بلایا کہ یہ سامان اٹھا کر ایک سرائے میں رکھ دے۔ اس نے کہا میں دو پیسے فی نگ لوں گا۔ ہم نے کہا بہت اچھا نگ اٹھاؤ اور رکھ دو۔ ہم تمہیں اجرت دے دیں گے۔ مگر اس کے لالچ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ ہر نگ کے اٹھانے سے پہلے کہتا کہ

"لاؤ پونسہ"

اور جب تک اسے دو پیسے نہ دے دیئے جاتے وہ نگ نہ اٹھاتا۔ میری اس وقت چھوٹی عمر تھی۔ میر محمد اسحاق صاحب رضی بھی میرے ساتھ تھے ہم نے اس کے ساتھ مذاق شروع کر دیا۔ ایک ایک چیز پر ہم پیسے دیتے اور وہ اٹھا کر اندر رکھ دیتا۔ جب ہم سرائے کے برآمدہ میں داخل ہوئے تو برآمدہ کے ساتھ ہم نے اپنی چھتری رکھ دی۔ اس کے بعد ہمیں مذاق سوجھا اور ہم نے کہا کہ اب اسے کہتے ہیں کہ یہ چھتری اٹھا کر دے دو۔ دیکھیں اب بھی یہ کچھ مانگتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ ہم نے اسے کہا کہ یہ چھتری ہمیں پکڑا دو۔ اس پر وہ جھٹ کہنے لگا "لاؤ پونسہ" یہی انگریزوں کا حال ہے۔ ان کا اپنا ملک گذشتہ جنگ کے نتیجہ میں تباہ پڑا ہے مگر وہ گرے ہوئے مکانوں کو بنا نہیں سکے اور جرمنی کی یہ حالت ہے کہ وہ لوگ صبح سے شام تک کام کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی ساری عمارتیں دوبارہ کھڑی کر لی ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں نے اسلام کی طرف رغبت پیدا کر دی ہے۔ اب ہمیں اس کی رغبت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ فصل تو تیار ہے صرف اس کے کاٹنے والے چاہئیں۔ اگر تم اس فصل کے کاٹنے والے بن جاؤ تو تم دیکھو گے کہ سارا یورپ ایک دن اسلام کی آغوش میں آجائے گا۔ اس وقت مشکل یہ ہے کہ غلہ کو سنبھالنے والا کوئی نہیں۔ مگر بہر حال اللہ تعالیٰ نے یہ تمہارے لئے ہی رکھا ہوا ہے۔ اور تم ہی اس فصل کے کاٹنے والے ہو۔

جو مسائل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں پیش کئے تھے آج یورپین دنیا انہی مسائل کی طرف آرہی ہے اور وہ اسلام کی فوقیت اور اس کی برتری کو تسلیم کر رہی ہے۔

ڈسمنڈ شا

(Desmond Shaw)

انگلستان کے بہترین مصنفوں میں سے ہے۔ کم سے کم وہ خود اپنے آپ کو ایچ۔ جی۔ ویلز سے بھی بڑا سمجھتا ہے۔ وہ مجھے ملا تو کہنے لگا۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ امن پھیلانے والا جو نبی آیا تھا اسی کو لڑائی کرنے والا نبی کہا جاتا ہے۔ اور پادری اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا تمہیں یہ نظر نہیں آتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہم لوگ ہی یورپ میں پھیلا رہے ہیں اور ہمیں ہی مسلمانوں کے نزدیک واجب القتل سمجھا جاتا ہے۔ وہ کہنے لگا مجھے ایک معزز مسلمان ملا تھا۔ میں نے اس سے یہی کہا کہ اسلام پھیلانے والے تو یہی لوگ ہیں اور ہم تک اگر اسلام پہنچا ہے تو انہی کے ذریعہ۔ تم ان لوگوں کی مخالفت کر کے اپنا بیڑہ کیوں غرق کر رہے ہو۔ ان پر ہماری اسلامی خدمات کا اتنا گہرا اثر ہے کہ یہی ڈسمنڈ شا (Desmond Shaw) دعوت استقبالیہ میں مجھے ملا اور چلا گیا پھر ظفر اللہ خان سے ملا اور کہنے لگا کہ میں حضرت صاحب سے ابھی نہیں ملا۔ اور یہ کہہ کر وہ پھر میرے ملنے کے لئے آگیا۔ اسی طرح تین چار دفعہ ہوا وہ بار بار میرے ملنے کے لئے آجاتا۔ آخر جب میں اٹھا تو اس وقت بھی وہ میرے سامنے والی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بار بار یہی کہتا کہ میں بچپن سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا قائل ہوں اور سمجھتا ہوں کہ یہ

"بہت بڑا نبی"

ہوا ہے۔ اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے میں ہی برکت ہے۔ غرض یورپ کا مزاج اب اسلام کی طرف آرہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابھی ان میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو پدرم سلطان بود کے مطابق سمجھتے ہیں۔ کہ ہم بڑے ہیں۔ اور یہ ایشیائی چھوٹے ہیں۔ لیکن ان کے اعلیٰ درجہ کے طبقہ میں اب وہ لوگ بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ ماننا بے وقوفی ہے آپ دنیا کی طرف ایک نور اور رحمت لائے ہیں۔ اور آپ کی پیروی میں ہی امن اور سلامتی ہے۔

مجھ سے ہیمبرگ میں ایک مودودی طرز کا آدمی ملا۔ وہ اپنے آپ کو عراقی کہتا تھا۔ لیکن لوگوں نے بتایا کہ یہ ایک معجون مرکب کی قسم کا آدمی ہے۔ کبھی یہ اپنے آپ کو بہائی کہتا ہے اور کبھی مودودی۔ اس نے ہمیں دھوکا دیا۔ جب اسے بتایا گیا کہ میں بیماری کی وجہ سے مل نہیں سکتا۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ میں صرف معانقہ کرنا چاہتا ہوں۔ مگر پھر اس نے بحث شروع کر دی۔ آخر جرمن لوگ اسے اٹھا کر لے گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ ہماری دعوت تھی۔ اس میں تم بغیر ہماری اجازت کے کیوں آئے۔ ہم ابھی پولیس کو اطلاع دیتے ہیں۔ دوسرے دن وہاں کے ایک نومسلم مجھ سے معافی مانگنے آئے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس شخص کی وجہ سے آپ جرمن قوم کو برا نہ سمجھ لیں۔

یہ ایشیائی تھا

اس نے یہ غلطی کی ہے۔ اس وقت میری بھی ایشیائی رگ پھڑک اٹھی۔ اور میں نے کہا کہ برے آدمی ایشیا میں ہی نہیں ہوتے۔ یورپ میں بھی موجود ہیں وہ کہنے لگے۔ بے شک موجود ہیں۔ میں صرف یہ کہنے آیا تھا کہ آپ کے دل میں ہمارے متعلق ناراضگی پیدا نہ ہو۔ ہم آپ کو اپنا معزز مہمان سمجھتے ہیں۔ اور یہ شخص جس نے غلطی کی ایشیائی تھا۔ میں نے کہا ایشیائی تو تھا۔ مگر اس کی اپنی حرکات اسلامی تعلیم کے خلاف تھیں۔ مودودی لوگ ہم کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ مگر اس نے خود قرآن کے خلاف عمل کیا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان کے مخالف بحث کر رہے تھے کہ انہوں نے ستاروں میں دیکھا اور کہا۔ کہ میں بیمار ہوں۔ اور یہاں مجھے دس ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ میں بیمار ہوں۔ مگر ابراہیم کے مخالف تو اتنے شریف تھے کہ اٹھ کر چلے گئے۔ اور اس شخص کو ڈاکٹری گواہی بھی بتائی گئی۔ مگر پھر بھی اس نے کہا کہ میں مسئلہ حل کئے بغیر واپس نہیں جا سکتا۔ پس اس شخص نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ مسلمان نہیں۔ ورنہ قرآن تو کہتا ہے۔ فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم۔ ابراہیم نے ستاروں کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں بیمار ہوں اور وہ لوگ چلے گئے۔ اور یہاں دس ڈاکٹر اعلان کرتے ہیں کہ آپ کو زیادہ بولنا نہیں چاہیئے۔ اور پھر بھی وہ بحث کرتا چلا گیا۔ پس اس نے اپنے

دعوئ اسلام کے باوجود

خود اس کے خلاف عمل کیا ہے۔ ایسے شخص کے کسی فعل کی وجہ سے میں آپ پر کس طرح ناراض ہو سکتا ہوں۔

چونکہ جس جگہ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اس کے پاس اور بھی مکان بن رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے شور رہتا ہے۔ اس لئے آج صبح سے میرے دماغ پر اس کا اثر ہے۔ اور زیادہ بولنا میرے لئے مشکل ہے۔ میں اسی پر اپنے خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ صرف اسقدر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ شروع میں میں نماز زیادہ بھول جایا کرتا تھا۔ مگر آہستہ آہستہ یہ نقص جاتا رہا۔ لنڈن میں بھی یادداشت ٹھیک رہی۔ مگر شور کی وجہ سے آج چونکہ دماغی پریشانی زیادہ ہے۔ اس لئے اگر میں بھول جاؤں تو میرے پیچھے نماز پڑھنے والے مجھے یاد دلا دیں۔

(الفضل ٨ / اکتوبر ١٩٥٥ء)

شری ڈی۔ کے کنٹے سپیکر اسمبلی صوبہ بمبئی سے احمدی مبلغ کی ملاقات اور تحفہ لٹریچر

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج مبلغ مقیم بمبئی)

آج مورخہ ١٤ / اکتوبر ١٩٥٥ء خاکسار آنریبل ڈی۔ کے کنٹے سپیکر اسمبلی صوبہ بمبئی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی خدمت میں احمدیہ مشن کی طرف سے مندرجہ ذیل لٹریچر (انگریزی) پیش کیا۔ جس کو آپ نے بخوشی قبول فرماتے ہوئے مطالعہ کا وعدہ فرمایا۔

1. Holy Prophet Mohammad
2. The Ahmadiyya Movement
3. My Faith
4. Why I believe in Islam
5. Life & teachings of Promised Messaih
6. Islam Versus Communism

دوران ملاقات میں آپ جماعت احمدیہ کے مشنوں اور تبلیغی سرگرمیوں کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ آپ سے جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افتتاح کے لئے (جو ٢٣ / اکتوبر کو جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے منعقد ہو رہا ہے) درخواست بھی کی گئی ہے۔

مورخہ [illegible] ١٩٥٥ بروز سوموار اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ منصور احمد نام رکھا گیا ہے احباب عزیز کی درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمود احمد مبشر درویش قادیان

دِلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے

غیر معمولی آفتوں کے دن

توبہ کرنے والے امان پاویں گے

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

قبل ازیں طوفان نوح کے عنوان سے موجودہ زمانہ کے مصائب سے متعلق حضرت کرشن ثانی مسیح قادیانی کی کئی زبردست پیشگوئیوں کا ذکر ہفت روزہ بدر کے ذریعہ قارئین کرام تک پہنچ چکا ہے۔ اب اس کی دوسری قسط بھی پیش خدمت ہے۔ پہلا حصہ زیادہ تر ان پیشگوئیوں پر مشتمل تھا جو نثر میں ہیں۔ ایک حصہ ایسی پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے اپنی نظموں میں بیان فرمائی ہیں۔

مخالفوں کی تباہی کے لئے طرح طرح کے عذاب

خدا کے اوتاروں کے مخالفین پر طرح طرح کے عذاب آیا کرتے ہیں۔ جس کا نقشہ آپ حسب ذیل اشعار میں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو اک عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
وہ بنتی ہے ہوا اور ہر خس راہ کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے
وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی ہو کر وہ پانی ان پہ اک طوفان لاتی ہے
غرض رکتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کیا پیش جاتی ہے

(براہین احمدیہ حصہ دوم ۱۸۸۰ء)

خطرناک سیلاب اور بڑے گرداب کی اطلاع

اسی طرح ۱۹۰۵ء میں آپ نے خطرناک سیلاب کے آنے کی اطلاع ان الفاظ میں دی۔ ایک دو شعر پہلے مضمون میں بھی ذکر ہو چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں ؎

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

(الندا من وحی السماء)

آسمان سے آگ برسنے کی خبر

۱۹۰۷ء میں آپ نے غافلوں کو پھر بیدار کرتے ہوئے ان کو ایک آنے والی آفت سے خبردار کیا۔ اور تحریر فرمایا ؎

دوستو جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ
تم یقیں سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج
آسماں اے غافلو اب آگ برسانے کو ہے
ہاتھ سے جاتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھ کر
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانے کو ہے
اس لئے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائیگی
ہر طرف یہ آفت جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے

(چشمہ مسیحی)

قیامت خیز تباہی کی خبر

۱۹۰۷ء میں آپ نے قیامت خیز مصائب کی خبر دیتے ہوئے تحریر فرمایا ؎

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائیگا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

(حقیقۃ الوحی تتمہ)

سخت گھبرانے کے دن

پھر فرماتے ہیں ؎

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن
تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن
عیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن
اے مرے پیارے یہی میری دعا ہے روز و شب
گود میں تیری رہا ہم اس خون دل کھانے کے دن
کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اس آگ برسانے کے دن
وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

سخت ماتم کے دن

کب یہ ہوگا یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ ہونگے ایام بہار
پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار
یاد کر فرقاں میں لفظ زلزلت زلزالہا
ایک دن ہوگا وہی جو غیب سے پایا قرار
سخت ماتم کے وہ دن ہونگے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہونگے نیکوں کیلئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار
انبیاء سے بغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دور تر ہٹ جاؤ اس سے ہے یہ شیروں کی کچھار
کیوں نہیں ڈرتے خدا سے دل اندھے ہوئے
بے خدا ہرگز نہیں بدقسمتو کوئی بہار
یہ نشاں آخری ہے کام کر جائے مگر
ورنہ اب باقی نہیں تم میں امید سدھار
آسماں پر ان دنوں قہر خدا کا جوش ہے
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہوشیار
اس نشاں کے بعد ایماں قابل عزت نہیں
ایسا جامہ ہے کہ جو زیبا نہیں کا جیسے ہو تار
اس میں کیا خوبی کہ آگ میں پڑ کر صاف ہوں
خوش نصیبی ہو اگر اب کر دوں کی سنوار

ہتھوڑے کی چوٹیں

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدا نے خشمگیں
کام وہ دکھلائیگا جیسے ہتھوڑے سے لوہار
اس گھڑی شیطاں بھی ہوگا سجدہ کرنیکو کھڑا
دل میں یہ رکھ کر کہ حکم سجدہ ہو پھر ایک بار
ہے خدا اس وقت دنیا کو کوئی مامن نہیں!
یا اگر ممکن ہو اب سے سوچ لو راہِ فرار
تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار
گر کرو توبہ تو اب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں
تم تو خود بنتے ہو قہر ذوالمنن کے خواستگار
میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانیکے دن
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اس جلانیکے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر در پیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اس یار کے پانیکے دن

(خاتمہ حقیقۃ الوحی ۱۹۰۷ء)

تباہیوں کی بڑی ضیافت قیمہ پھر قیمہ کا بگھار

تباہیوں کا ایک اور نقشہ پیش فرماتے ہوئے آپ نے یہ اعلان فرمایا۔ کہ

"یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کا دن
یہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار
اک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار
فاسقوں اور ظالموں پر وہ گھڑی دشوار ہے
جس سے قیمہ بن کے پھر قیمہ کا دیکھینگے بگھار

زلزلہ عظیمہ

وحی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
کچھ بھی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوق عادت ہے کہ سمجھا جائیگا وہ روز شمار
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اس کو کچھ نسبت نہیں
اس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقشِ دوار
وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو
سست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پیکر کو کنار
تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
جس سے پڑ جائیگی اک دم میں پہاڑوں میں غار

بے نظیر تباہی

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غمکدے ہو جائیں گے عشرت کدے
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھینگے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائینگے جیسے پست ہو اک جائے غار

بے شمار جانوں و مکانوں پر آفت

ایک ہی گردش میں گھر ہو جائینگے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار
پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
ان کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار

غیر معمولی نشانات کے لئے دعا

وہ خدا حلم و تفضل میں نہیں رکھتا نظیر
کیوں پھرے جاتے ہو اس کے حکم سے دیوانہ وار
میں نے روتے روتے سجدہ گاہ بھی تر کر دیا
پر نہیں ان خشک دل لوگوں کو خوف کردگار
یا الہٰی اک نشاں اپنے کرم سے پھر دکھا
گردنیں جھک جائیں جس سے اور مکذب ہو دیں خوار
اک کرشمہ سے دکھا اپنی وہ عظمت اے قدیر
جس سے دیکھے تیرے چہرے کو ہر اک غفلت شعار
تیری طاقت سے جو منکر ہیں انہیں اب کچھ دکھا
پھر بدل دے گلشن و گلزار سے یہ دشت خار
زور سے جھٹکے اگر کھا دے زمیں کچھ غم نہیں
پر کسی ڈھب سے تزلزل سے ہو ملت رستگار

خدا کا غضب کیسا ہوگا

یہ کس قدر ہولناک تباہیوں کی خبریں ہیں جن سے آپ نے نصف صدی پیشتر غفلت سے بیدار کرنے کے لئے مطلع فرما کر اپنا فرض ادا کر دیا تھا۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ کہ جس کے کان ہیں سنے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے۔ کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے۔ پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہو جاتی ہے اور ہولناک سزا دیتی ہے تو پھر خدا کا غضب کیسا ہوگا۔ پس توبہ کرو کہ دن نزدیک ہیں"۔

(باقی صفحہ پر)

اعلان نکاح:۔ مکرم عبدالرحمن صاحب فیاض محرر دفتر بیت المال ابن خواجہ غلام محمد صاحب لون ساکن پورہ کشمیر کا نکاح ہمراہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت خواجہ عبدالرحمن صاحب میر ریجر (مرحوم) سابق امیر جماعت احمدیہ کشمیر کے ساتھ چھ صد روپے مہر پر مکرم

ذکر و فکر

"ختم نبوت کی حقیقت" (۲)

خاتم النبیین کی تشریح
اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام

ہمارے مخالفین آیت خاتم النبیین کی غلط تشریح کی بنا پر نبوت کا دروازہ بند قرار دیتے ہیں. جیسا کہ اخبار دعوتِ دہلی کے زیر نظر مضمون میں بھی کیا گیا ہے. حالانکہ یہ آیت نبوت کا دروازہ بند کرنے کی بجائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بلند مقام پیش کر رہی ہے جسے گویا نبی تراش کہنا چاہیئے۔

آیت خاتم النبیین کا شانِ نزول قبل اس کے کہ آیت کی اصل تشریح بیان کی جائے اس کا شانِ نزول بھی سمجھ لینا ضروری ہے۔

ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ ہی میں تشریف رکھتے تھے اور حضور کی ساری نرینہ اولاد جو حضرت خدیجہؓ کے بطن سے تھی فوت ہو گئی۔ اس پر بدباطن کفار مکہ نے یہ طعن کیا کہ نعوذ باللہ آپ ابتر ہیں اور یہ کہ آپ کی وفات کے ساتھ آپ کا سارا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس پر سورت کوثر نازل ہوئی کہ:۔

انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک
وانحر ان شانئک ھو الابتر

اور بتایا گیا کہ تیرا دشمن جو تجھے ابتر کہتا ہے وہ خود ابتر رہے گا اس کے بعد ہجرت کے پانچویں سال سورت احزاب نازل ہوئی تو الٰہی حکم کے ماتحت آپؐ نے اعلان فرمایا کہ زید بن حارثہ جسے میں نے متبنّٰی بنایا ہوا تھا اب اسلامی احکام کے ماتحت جائز نہیں رہا اس لئے آئندہ میرے ساتھ زید کا کوئی جسمانی رشتہ نہ سمجھا جائے۔ اس پر بدباطن کفار نے پھر اپنے سابق طعن کو دہرایا کہ لڑکے تو پہلے ہی مر چکے تھے اب متبنّٰی کا سلسلہ بھی ختم ہو گیا تو نعوذ باللہ ابتریت مکمل ہو گئی۔ اس پر آیت خاتم النبیین نازل ہوئی کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (احزاب ع۵)

کہ بے شک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد کوئی نہیں لیکن وہ خدا کا رسول ہے اس لحاظ سے وہ کثیر التعداد روحانی اولاد کا باپ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ تمام رسولوں سے بھی بڑھ کر وہ خاتم النبیین بھی ہے اور اس کے پروں کے نیچے نبی اور رسول پرورش پانے والے ہیں۔ پس وہ ہرگز ہرگز ابتر نہیں۔

درحقیقت اس آیت میں لکن اور خاتم دو کلیدی الفاظ ہیں۔ جن کی صحیح تشریح کے بغیر آیت کے اصل معنے سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ اور ہمارے مخالفین اس کو ملحوظ نہیں رکھتے۔

عربی کتب کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ لکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کسی امکانی شبہ کا تدارک کرنا مقصود ہو یا کسی بات کے بیان سے اس کے مقابل کی بات بیان کرنی مدنظر ہو اس قسم کے استعمال کو عربی محاورہ میں استدراک کہتے ہیں۔

اب دیکھئے اگر خاتم النبیین کے معنے نبیوں کو ختم کرنے والے کئے جائیں تو "لکن" کا لفظ بالکل بے معنی ہو جاتا ہے کیونکہ آیت کے معنے یہ بنتے ہیں:۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ تو نہیں لیکن وہ نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔

فرمایئے اس فقرہ کو علیم و حکیم خدا کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے؟ کیا لیکن کے بعد کا جملہ سابقہ شبہ کو دور کر رہا ہے یا اس کو اور بھی مضبوط کرتا ہے؟ اس کے مقابل پر جو معنے اس آیت کے ہم کرتے ہیں اس میں لکن کا لفظ پوری طرح مطابقت کھاتا ہے۔ یعنی:۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ تو نہیں لیکن وہ مومنوں کے روحانی باپ ہیں بلکہ نبیوں تک کے روحانی باپ ہیں۔

دوسرے نمبر پر خاتم کا لفظ ہے جو قرآن کریم میں بفتح تاء واقع ہوا ہے جس کے معنی مُہر کے ہوتے ہیں اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ جب آپؐ نے قیصر و کسریٰ کو تبلیغی خطوط ارسال فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ تو صحابہ نے عرض کی کہ ان کے یہاں دستور ہے کہ کسی ایسے خط کو قبول نہیں کرتے جس پر فرستندہ کی مہر ثبت نہ ہو۔ چنانچہ حضور نے ایک انگوٹھی بنوا لی جس پر محمد رسول اللہ کا نقش تھا۔ اور ان خطوط پر اپنی تصدیقی مہر ثبت فرمائی۔ اور اس لحاظ سے آیت خاتم النبیین کے معنے یہ ہوں گے کہ:۔

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے جسمانی باپ تو نہیں لیکن وہ رسول ہونے کے لحاظ سے مومنوں کے روحانی باپ ہیں بلکہ وہ نبیوں کی مُہر ہیں اور آئندہ وہی شخص سچا نبی سمجھا جا سکتا ہے۔ جسے آپ کی مُہر اور تصدیق حاصل ہو۔"

الغرض ان معنوں کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی بلند شان ثابت ہوتی ہے کہ آپ صرف عام رسول ہی نہیں بلکہ آپ کی مُہر نبی تراش ہے اور آپ کی کامل پیروی اور روحانی توجہ سے ایک شخص نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اس طرح آپ گویا نبیوں کے بھی روحانی باپ ہیں (آگے چل کر اس بات کا ثبوت دیا جائے گا کہ آپؐ کی کامل پیروی سے کس طرح ایک شخص مقام نبوت تک پہنچ سکتا ہے)

خاتم کی دوسری قرآت لفظ خاتم کی ایک دوسری قرآت شاذہ تاء کے کسرہ سے بھی بیان ہوئی ہے۔ اس لحاظ سے بھی خاتم النبیین سے نبوت کا ختم ہونا ثابت نہیں۔ چنانچہ عربی کی مشہور لغت اقرب الموارد میں لکھا ہے کہ ختم اللہ لہ الخیر آتمّہ، یعنی جب یہ کہا جائے کہ خدا تعالےٰ نے فلاں شخص کے لئے خوبیوں کو ختم کر دیا تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اُنہیں کمال تک پہنچا دیا۔ چنانچہ انہیں معنوں کے لحاظ سے حضرت مولانا رومی اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود
مثل او نے بود نے خواہند بود
(مثنوی رومی دفتر ششم ص۸)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین اس بنا پر رکھا گیا ہے کہ نہ آپ سے پہلے کوئی نبی فیض رسانی اور کمالات میں آپ کا ہم مرتبہ ہوا ہے اور نہ آپ کے بعد ہو سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر خاتم بفتح تاء ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیقی مُہر کے بغیر نبی نہیں بن سکتا۔ بلکہ وہی شخص نبی بن سکتا ہے۔ جو آپ سے فیض یافتہ اور آپ کا متبع اور خادم ہو اور اگر خاتم بکسرِ تاء ہو تو پھر اس کے معنے کمالات نبوت میں انتہائی کمال پیدا کرنے والے کے ہیں یعنی آپ افضل ترین نبی ہیں۔ آپ کے مقام کی بلندی کو کوئی دوسرا شخص نہیں پہنچ سکتا۔ (باقی)

(محمد حفیظ بقاپوری)

غیر معمولی آفتوں کے دن (بقیہ ص۶)

کن لوگوں کے پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے

آپ نے ۱۹۰۵ء میں ہمدردی سے بھرے ہوئے نعروں کے ساتھ لوگوں کو ان باتوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے رقت اور پیار سے بھرے الفاظ میں تحریر فرمایا:۔

"اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو دنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائیگا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بد زبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائیگا۔ دیکھو آج میں نے بتا دیا کہ زمین بھی سنتی ہے آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائے گا

یہ باتیں خدا کی طرف سے ہیں خدا فرماتا ہے قریب ہے جو میرا قہر زمین پر اترے زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے پس اٹھو اور ہشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے خبر دی تھی مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ یہ سب باتیں اسی کی طرف سے ہیں میری طرف سے نہیں ہیں کاش یہ باتیں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچا لو گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے۔ جیسا کہ وہ قہار بھی ہے اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہو گا تب بھی رحم کیا جائیگا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دیگا۔"

(اشتہار ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء ازکرشن ثانی)

عالمگیر سخت عذابوں سے قبل نبی کی بعثت آپ نے مسلمانوں کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"اصل بات یہ ہے کہ نبی عذاب کو نہیں لاتا بلکہ عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کیلئے نبی کو لاتا ہے اور اس کے قائم ہونے کیلئے ضرورت پیدا کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا کہ ہم کسی بستی پر غیر معمولی عذاب نازل نہیں کرتے۔ جب تک وہاں پر اتمام حجت کیلئے ایک رسول نہ بھیج دیں۔

اے غافلو تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ)

عذاب کی سخت گرفت آپ نے یہاں تک تحریر فرمایا:۔

"اب سنو اے عزیزو کہ میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اب چاہو ٹھٹھا کرو۔ گالیاں دو تہمتیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ میں نے قبل از وقت بتا دیا۔ اے بدقسمتو تم آنے والے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے۔ خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق والسلام علی من اتبع الھدیٰ"

(۲۱ اپریل ۱۹۰۵ء)

آپکی پیشگوئیوں میں زلزلہ کا لفظ بار بار آیا ہے اور عربی زبان کا لفظ ہے جو ظاہری بھونچال اور ایسا ہی بھونچال کی تباہی لانے والی آفت کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور خود کرشن ثانی مسیح قادیانی نے اپنے قلم سے اسکی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ

لفظ زلزلہ سے مراد "خدا تعالیٰ کی وحی میں زلزلہ کا لفظ ہے۔ اور فرمایا کہ ایسا زلزلہ ہو گا جو نمونہ قیامت ہو گا۔ بلکہ قیامت کا زلزلہ اس کو کہنا چاہیئے جس کی طرف سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالھا اشارہ کرتی ہے۔ لیکن میں ابھی تک اس زلزلہ کے لفظ کو قطعی یقینی کے ساتھ ظاہر پر جما نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ یہ معمولی زلزلہ نہ ہو بلکہ کوئی اور شدید آفت ہو جو قیامت کا نظارہ دکھلا دے جس کی نظیر کبھی اس زمانہ نے نہ دیکھی ہو اور جانوروں اور عمارتوں پر تباہی آوے ہاں اگر ایسا فوق العادت نشان نہ ہوا اور لوگ کھلے طور پر اپنی اصلاح بھی نہ کریں تو اس صورت میں میں کاذب ٹھہرونگا۔"

اسی مضمون کو ایک شعر میں آپ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وحی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار

(باقی ص۱۱ پر)

فلسفۂ دُعا

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج مبلغ بمبئی)

(۱)

مذہب کا نقطۂ مرکزی خدا تعالےٰ کی ذات ہے جو تمام صفات و کمالات کا جامع اور ہر نقص و عیب سے پاک و منزہ ہے۔ اُس کی صفات ازلی و ابدی ہیں۔ جن میں کبھی تعطل واقع نہیں ہوتا۔ اور اُس ذات واحد یگانہ کے فیض کا چشمہ ہر وقت جاری و ساری ہے۔ اور اُس کی حکومت کائنات کے ہر طبقہ اور ذرّہ پر قائم و دائم ہے۔ وہ رب العالمین ہے مخلوقات کی کوئی چیز اُس کی ربوبیت سے باہر نہیں۔ وہ علیم و خبیر ہے اور مخلوقات کی ہر حرکت و سکون سے باخبر ہے۔ وہ مالک ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی چیز اُس کی حکم عدولی نہیں کر سکتی۔ اور وہ جس چیز پر چاہے اور جو چاہے تصرف کر سکتا ہے۔ اُسکے تصرفات آسمان۔ زمین۔ ہوا۔ پانی پہاڑ۔ جن۔ قوموں۔ حکومتوں اور دلوں پر ظاہر و باہر ہیں وہ قادر ہے اور اُسکی قدرت کاملہ کے کرشمے اور تجلیات ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ وہ امور جو انسانی نگاہ میں بظاہر ناممکن نظر آتے ہیں۔ اور اُس مقصود کے راستہ میں ہزاروں روکوں کا تصور کرتے ہوئے انسانی طاقت عاجز نظر آتی ہے۔ مگر جب وہ قادر و توانا اُس کے کرنے کا ارادہ فرما لیتا ہے۔ کائنات ارضی و سماوی میں تغیرات شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ کام عین اُسی طرح وقوع پذیر ہو جاتا ہے۔ جس طرح اُس نے ارادہ کیا تھا۔ ہاں ہاں وہ خدا حیّ و قیوم اور سمیع و مجیب ہے۔ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور اُن کو شرف قبولیت بخشتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو اُن کے نیک مقاصد میں کامیاب و کامران فرماتا ہے۔ اور وہ خدا النصیر ہے۔ جب اُس کے بندے چاروں طرف سے مصائب و آلام میں گھر جاتے ہیں۔ وہ اُسی کے آستانہ پر گر کے اُس کی مدد و نصرت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ تو وہ اپنی نصرت سے خود اُن کے لئے مخلصی کا راستہ کھولتا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر کی ان اعلیٰ صفات و تجلیات کا مشاہدہ اور تجربہ ابتدائے آفرینش سے آج تک انبیاء و صلحاء کرتے چلے آرہے ہیں اور اُن کی علمی و تجرباتی شہادت اُس خدائے ذوالجلال کی ہستی کی ایک روشن دلیل ہے۔

پس مذہب کی غرض و غائت یہی ہے کہ اس سرچشمہ حیات و نجات کی شناخت کی جائے۔ اور اُس پر ایک زندہ ایمان لا کر اور سچا یقین پیدا کر کے اُس سے ایک کامل تعلق پیدا کیا جائے۔ مذہب کی اس غرض و غائت اور اُس سرچشمۂ حیات کی شناخت کی طرف اس زمانہ کے مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کیسے پیارے اور دلکش الفاظ میں توجہ دلاتے ہیں:-

”واضح رہے۔ کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے۔ کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ نجات کا ہے اُس پر ایسا کامل یقین ہو جائے۔ کہ گویا اُس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے کیونکہ گناہ کی خبیث روح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے۔ اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ جب تک اُس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو۔ پس سب سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے۔“

(ب) کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں۔ کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو۔ کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں۔ اور کس طرح یہ خوشخبری دلوں میں بٹھا دوں۔ اور کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے۔ تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں“ (کشتی نوح)

دعا کی ضرورت و اہمیت

جب یہ امر واضح ہو گیا کہ مذہب کی غرض و غایت اُس زندہ خدا پر ایک زندہ یقین پیدا کرنا ہے۔ تو ایک مذہب کے ماننے والے کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ پھر اپنے خالق و مالک سے ایک تعلق مجاذبہ پیدا کرے۔ اُس کی صفات کو ہمیشہ پیش نظر رکھے۔ اور اُس کے احکام و اوامر پر صدق دلی سے عمل پیرا ہو۔ کہ اُس میں اُس کی فلاح و نجات مضمر ہے۔ ایک بندہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک پر کامل یقین اور اُسکے ساتھ کامل محبت رکھے۔ نیز اُس کے ساتھ کامل وفاداری کا نمونہ دکھائے اور اپنے جملہ امور کے لئے اُسی سے کامل اُمید رکھے۔ جب وہ خدائے برتر کو قادر و توانا یقین کرتے ہوئے اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے اُس کے آستانہ پر گر کر اُس سے استمداد کرے گا۔ تو اُس کے ایمان و محبت۔ اخلاص و توکل کے مطابق خدا تعالےٰ اُس سے معاملہ کرے گا۔ پس خدائے حیّ و قیوم کے دربار میں ایک عاجز بندہ (جو کہ ہر دم اُس خالق و مالک کا محتاج ہے) اپنی حاجت کو پیش کر کے اُس سے مدد چاہنا ”دعا“ کہلاتا ہے۔ اس دعا کا تعلق انسان کے قلبی تاثرات سے ہے۔ اور یہ وہ روحانی چیز ہے جو تنہائی کے وقت میں دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے اور عرش عظیم پر جا کر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور دعا ہی وہ اکسیر ہے۔ جو ایک مُشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ اور دعا کی برکات و ثمرات کا مشاہدہ و تجربہ بھی شروع دنیا سے ہی آج تک انبیاء و رسل مصلحین و مجددین اور اولیاء و صلحاء کرتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ کے مامور ربانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اپنے ”عملی تجربہ“ کی بناء پر ”دعا کی ماہیت“ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

” دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اُس کے رب میں ایک تعلق مجاذبہ ہے یعنی پہلے خدا تعالےٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالےٰ اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہونچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہو کر خدا تعالےٰ کی طرف کامل یقین اور کامل امید اور کامل محبت اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے۔ اور نہایت درجہ کا بیدار ہو کر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے۔ پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اُسکے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اُسکی روح اُس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اُس کے اندر رکھی گئی ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہٗ اُس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے ......

اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے“۔ (برکات الدعاء صفحہ ۶)

قبولیت دعا کے لئے شرائط

قرآن مجید اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دعا کی قبولیت کے لئے مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ جب انسان دعا کے لئے کھڑا ہو۔ تو وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور اُس کی قدرت بھری صفات پر پورا یقین رکھے۔ تب خدا کی قدرت اُس کے لئے اپنے عجائبات دکھائے گی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی کہ میرے بندے جب مجھ سے دعا کریں۔ تو سب سے پہلے مجھ پر بھی ایمان لائیں۔ یعنی میری قدرتوں کو دل سے تسلیم کریں (سورۃ بقرہ) اور پھر میرے احکام کی سچی تعمیل بھی کریں۔ تب میں ان کی دعاؤں کو سنوں گا۔ اسی طرح حدیث قدسی میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ”انا عند ظن عبدی بی“ کہ میرا بندہ میرے متعلق جس قسم کے خیالات رکھتا ہے میں اس کے مطابق ہی اُس سے سلوک کرتا ہوں۔ پس جب ایک دعا کرنے والا خدا کی صفات اور قدرتوں پر یقین کامل رکھ کر اور اُس کے دربار میں پُر امید ہو کر اُس کے حضور میں دعا کرے گا۔ تو خدا تعالےٰ اُس کے اخلاص و ایمان کے مطابق اُس سے سلوک فرمائے گا۔ کیونکہ اُس کا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم۔ کہ دعا مانگو میں دعا قبول کروں گا۔ اور کیا ہی اچھا فرمایا مسیح پاک علیہ السلام نے کہ وہ بارگاہ عالیجناب

قادر ہے وہ بارگہ جو ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے (المسیح الموعود)

۲۔ قلبی خشوع و خضوع سے دعا کی جائے:- خدا تعالےٰ قادر و توانا ہے اور بندہ عاجز و ناتوان خدا تعالےٰ غنی و صمد ہے اور بندہ اپنی ضروریات اور حاجتوں کے لئے ہر دم اُس کا محتاج۔ اس حقیقت کا احساس و اعتراف انسانی دل میں ایک عجیب کیفیت پیدا کرتا ہے۔ اور جب ایک محتاج و لاچار انسان انتہائی بے کسی و بے بسی مظلومیت۔ مصائب کی گھڑیوں میں مضطربانہ کیفیات۔ اور والہانہ انداز سے خدا تعالےٰ کے حضور میں سربسجود ہو کر اپنی التجائیں پیش کرے گا۔ تو اُسکے خلوص قلب سے نکلی ہوئی دعائیں ہاں خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی دعائیں یقیناً یقیناً قبولیت کا جامہ پہنیں گی۔ اس کیفیت کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت ”امن یجیب المضطر اذا دعاہ“ (کہ مضطر و لاچار کی دعا بجز خدا کے اور کون سننے والا ہے) توجہ دلا رہی ہے۔ قبولیت دعا کے لئے سخت بے قراری اور جوش و گریہ و زاری شرط ہے۔

۳۔ ہر کام اور ہر ضرورت کے لئے انسان خلوص سے دعا کرے:- خدا تعالےٰ خالق و مالک اور رب ہے اور بندہ اُس کی مخلوق اور اپنی ضروریات کے لئے اُس کا محتاج اس لئے اس پر لازم ہے کہ اپنی ضروریات و حاجات کے لئے اپنے خالق و مالک سے دعا کیا کرے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم (فرقان) کہ اگر بندے اپنے خالق کے حضور دعا نہیں کرتے تو خدا کو اُن کی کیا پرواہ ہے) کی آیت فرقانی میں اسی امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ نیز حدیث میں تو اس قدر دعا کی طرف توجہ دلائی گئی ہے [illegible] ..... کہ لیسأل احدکم ربّہ حاجتہ کلّھا حتّی یسئل شسع نعلہ (مشکوٰۃ) کہ انسان اپنی جوتی کا تسمہ بھی خدا سے مانگے (باقی صفحہ ۱۰ پر)

"اسلام و ارتداد"

از مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کلکتہ

فارسی زبان کا مشہور مقولہ ہے "ہر کمالے را زوالے"۔ یعنی ہر کمال کو زوال لازم ہے۔ اس لئے کسی فرد، قوم یا جماعت کو زوال سے بے خوف نہیں ہونا چاہیئے۔ چنانچہ ماضی، حال اور مستقبل سے ہمیشہ اس مقولہ کی تصدیق ہوئی اور ہوتی رہے گی۔ اور تو اور خود قرآن کریم اور حضرت رسول کریم صلعم نے بھی اس حقیقت کی توثیق کی ہے۔ اور بار بار مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اس خطرہ سے ہوشیار رہیں اور وقت سے پہلے اس کی تدبیر کریں۔

خدا و رسولِ خدا کے بروقت انتباہ کے باوجود مسلمان سنبھل نہ سکے اور آخر وہ زمانہ آگیا جبکہ ان کا اقبال جاتا رہا اور ہر جگہ ادبار کے بادل چھا گئے۔ ان کی اچھائیاں جاتی رہیں اور برائیاں اُجاگر ہونے لگیں۔ چنانچہ مولانا حالی نے خوب نقشہ کھینچا ہے فرمایا:-

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اسکو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے

ستوں جسم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خُلقِ رسولِ امیں کے

یہ تو علماء کا حال بیان ہوا ہے۔ آگے عوام الناس کا حال سنیئے۔ فرمایا:-

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے
کمینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آباء کو ہم سے گہن ہے
ہمارا قدم ننگِ اہلِ وطن ہے

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہے ہم نے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہم نے

اس کے علاوہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا:-

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

علماء کی حالت بیان کرنے کے بعد عوام الناس کے بارہ میں فرمایا:-

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

مسلمانوں کا حال جس کا مختصر ذکر ہوا، نرلا دینے کے لئے کافی ہے لیکن جب ان کا شاندار ماضی یاد آتا ہے تو مارے کرب و اضطراب کے بے اختیار منہ سے نکل جاتا ہے:-

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم
ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

ایسی کس مپرسی اور بے بضاعتی کے عالم میں امید کی ایک ہی کرن باقی رہ جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں دوبارہ زندگی بخشے اور ہماری موت کو حیات سے بدل دے۔ مگر افسوس کہ یہ دروازہ بھی مسلمانوں نے خود بند کر رکھا ہے اور کسی قسم کے آسمانی علاج کے قائل نہیں۔ اور یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ ہمارا مداوا نبوت و رسالت میں پنہاں ہے پھر بھی بعثتِ انبیاء کے منکر ہیں۔ چنانچہ مولانا حالی فرماتے ہیں:-

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر
کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآں کے اندر
ضلالات یہود اور نصاریٰ کی اکثر

یوں ہی جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

یعنی ہماری بد حالی اور گمراہی کا تو یہی تقاضا ہے کہ ہماری اصلاح کے لئے کوئی نبی آئے جو شریعت لائے اور اس طرح کھول کھول کر ہماری بدیاں گنوائے کہ جس طرح قرآن کریم نے یہودیوں اور عیسائیوں کی برائیاں کھول کھول کر بیان کی ہیں۔ لیکن چونکہ اب کوئی نبی نہ ہوگا اسلئے کوئی چارۂ کار نہیں رہا۔

حیرت کی بات ہے بیماری کی تشخیص ہو گئی۔ دوا تجویز ہو گئی لیکن پھر بھی اپنے بے بنیاد عقیدہ سے توبہ نہ کی اور نہ ان حالات میں اللہ تعالےٰ کی سنت مستمرہ کا کوئی لحاظ رکھا۔ حالانکہ ابتدائے عالم سے خدا تعالےٰ کی یہی عادت رہی ہے کہ جب ہر طرف ضلالت اور گمراہی پھیل جاتی ہے تو اس کے دور کرنے کے لئے اپنے پیامبر بھیجتا ہے۔ جو اپنے حُسن بیان، پاکیزہ رفتار و کردار، تحریر و تقریر اور اعلیٰ اخلاقی نمونہ اور پیہم دعاؤں سے کام لے کر ایک جہان کی مخالفت کے باوجود رشد و ہدایت کا بیج بونے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ بیج جلد جلد پروان چڑھتا پھولتا پھلتا اور مشک تاتار کی طرح ساری فضا میں سما جاتا ہے۔

آغازِ کار میں تو یہ حال ہوتا ہے کہ کوئی ان کی بات تک سننے کا روادار نہیں ہوتا۔ لیکن آخر تابکے دیکھتے ہی دیکھتے پروانے جمع ہونے لگتے اور شمع رسالت پر نثار ہو ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ یہ سب کچھ تدریجاً ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی تاڑنے والے تاڑ جاتے ہیں کہ میدان کس کے ہاتھ رہے گا۔

چنانچہ جب حضرت رسول مقبول صلعم نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تو پہلے تو مخالفوں نے ہنسی اڑائی اور پھر یہ دیکھ کر کہ آپؐ کی آواز مؤثر ثابت ہو رہی ہے۔ ظلم و ستم پر اُتر آئے اور ہر چند زور لگایا کہ مرنج و مرنجان مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کر دیں مگر حلاوتِ ایمان کا نشہ ایسا نہ تھا جو ان ظلموں کی ترشی سے اتر سکتا بلکہ جوں جوں مخالفوں کی چیرہ دستیاں بڑھ گئیں بقول شخصے ؎

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

سچائی کے قدم جمتے گئے۔

اس تجربہ کے بعد دشمنوں نے نیا پینترا بدلا اور عیاری و مکاری کا سہارا لیا۔ اور یہ اسکیم بنائی کہ دکھاوے کا ایمان لائیں اور پھر مرتد ہو جائیں۔ تا ان کی دیکھا دیکھی دوسرے مسلمان بھی اسلام سے پھر جائیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ کفار نے باہم یہ سازش کی کہ اٰمنوا بالذی انزل علی الذین اٰمنوا وجہ النہار واکفروا اٰخرہٗ لعلھم یرجعون یعنی صبح سویرے ایمان لیکر اور سرِ شام انکار کر دیا کرو تا کہ اس چالاکی سے مخلص مومنوں کے دلوں میں شکوک پیدا ہو سکیں اور وہ انکا سکار مرتد ہو جائیں لیکن ان کی یہ اسکیم بھی ناکام رہی۔

الغرض تاریخ گواہ ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم میں حق و صداقت کے دشمن ایسی حرکتیں کرتے اور ایسی چالیں چلتے رہے کہ جن سے مخلص مومن ڈر کر یا بہک کر راہِ راست سے برگشتہ ہو جائیں۔ لیکن وہ اپنے ناپاک منصوبوں میں کبھی کامیاب نہ ہوئے۔ بلکہ ان کی ہر ایذا رسانی اور عیاری کھاد ثابت ہوئی جس سے صدق و صداقت نے بیش از بیش نشوونما پائی۔

مکہ معظمہ کے ستم ایجاد کافر تیرہ ۱۳ برس تک یہ کھیل کھیلتے رہے اور انہوں نے نہتے مسلمانوں کو اپنے مظالم کا تختۂ مشق بنا کے دیکھ لیا۔ سختی کی۔ لالچ دیا۔ فریب سے کام لیا مگر کسی ایک مخلص مومن کو بھی مرتد نہ کر سکے۔

اسی طرح موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کو بھی ستایا گیا، گھر بار سے نکالا گیا۔ بیوی بچوں سے محروم کیا گیا۔ ملک املاک اور جائدادوں سے بے دخل کیا گیا، زد و کوب کیا گیا، بے عزت کیا گیا، سنگسار کیا گیا، غرض ہر ظلم و ستم ڈھایا گیا۔ مگر کوئی احمدی جس نے محض للہ سچائی کو قبول کیا تھا، مرتد نہ ہو سکا۔

سلسلۂ احمدیہ کے قیام پر ساٹھ ستر برس گذر رہے ہیں، اور اس عرصہ میں احمدیوں کو ہر جگہ صبر آزما مصائب و مشکلات سے دو چار ہونا پڑا ہے۔ عوام تو عوام خود امن و امان کے اجارہ دار بھی ہمارے دشمنوں کی صفوں میں کھڑے ہوئے ہیں اور بعض اوقات واقعی ہم پر ایسے وقت آئے ہیں کہ ہم پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا ہے۔ لیکن انجام کیا ہوا؟ یہی کہ خدا تعالےٰ نے سلسلہ کی حفاظت کی اور دشمن ناکام ہوا۔

با ایں ہمہ "بھیگی بلی کھمبا نوچے" عوام اعتراض کرتے ہیں کہ اجی! فلاں "قادیانی" "مسلمان" ہو گیا۔ اگر احمدیت سچی ہے تو ایسا کیوں ہوا؟ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ لاکھوں کی جماعت جو ہزارہا مخالفتوں کے باوجود دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اس سے معترض نے آنکھ بند کر رکھی ہے اور ارتداد کی ایک آدھ مثال سے کر نقلیں بجائی جا رہی ہیں۔

حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر نبی اور رسول کے زمانہ میں منافق، خود غرض، مطلب پرست، جاہ طلب اور ابن الوقت موجود رہے ہیں۔ جو اپنی سفلہ اغراض کی تکمیل کے لئے انبیاء کی جماعتوں میں داخل ہوئے۔ لیکن چونکہ دل میں کھوٹ تھا اس لئے جلد ہی ارتداد کے گڑھے میں گر گئے پس مطلق ارتداد کوئی چیز نہیں البتہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ ارتداد کے پسِ پردہ کیا راز پنہاں ہے۔

ہرقل، شاہ روم اس نکتہ کو خوب سمجھتا تھا کہ محض ارتداد کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ جب اُسے حضرت رسول کریم صلعم کی طرف سے دعوتِ اسلام پہنچی تو اس نے چاہا کہ حضور صلعم کے بارہ میں تفصیلی معلومات حاصل کرے۔ اتفاق سے ان دنوں مکہ والوں کا ایک تجارتی قافلہ روم میں موجود تھا جو ابوسفیان کی قیادت میں کاروبار کر رہا تھا۔ ہرقل نے ان لوگوں کو بلا بھیجا اور بر سرِ دربار حضرت رسول کریم صلعم کے بارہ میں ابو سفیان سے کئی باتیں دریافت کیں۔ منجملہ یہ بھی پوچھا کہ کیا کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد اس دین سے بیزار ہو کر مرتد ہوا ہے؟ ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔

ہرقل کا یہ سوال بتلاتا ہے کہ اس کے خیال میں مطلق ارتداد کوئی چیز نہیں۔ البتہ دیکھنا یہ چاہیئے کہ مرتد ہونے والا کسی عقیدہ اور اصول سے بیزار ہو کر پیچھے لوٹا ہے یا اسکی نفس پرستی اس کے ارتداد کا موجب ہوئی ہے؟

مزید برآں خود رسول مقبول صلعم کی حدیث ہے المدینۃ کالکیر تنفی خبثھا۔ کہ مدینہ تو گویا ایک بھٹی ہے جو میل کچیل کو پھونک پھانک کر دور کرتی رہتی ہے۔ اور کندن سونا کٹھالی میں تہ نشین ہو جاتا ہے۔

اس حدیث سے خوب واضح ہوتا ہے کہ مدینہ کے اندر ارتداد کا سلسلہ موجود تھا مگر یہ مرتد ہونے والے میل کچیل کا حکم رکھتے تھے۔ جو بھٹی میں پڑنے کے بعد کندن سے الگ ہو جایا کرتا ہے۔

ایسے ہی لوگوں کے ارتداد پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہٖ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہٗ الآیہ۔ یعنی اگر اسلام لانیوالوں میں سے کوئی مرتد ہو جائے گا تو کیا پرواہ ہے۔ اللہ تعالےٰ ایک کے بدلے ایک قوم کو قبول اسلام کی توفیق بخشے گا۔ اور قوم بھی ایسی کہ جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرنے والی ہو گی اور اللہ تعالےٰ بھی ان سے محبت رکھے گا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اور تو اور خود حضرت رسول مقبول صلعم پر ایمان لانے والوں میں سے بھی کئی بدقسمت مرتد ہوتے رہتے تھے۔ جن کے ارتداد پر اسلام کے دشمن گھی کے چراغ جلایا کرتے تھے لیکن چونکہ ایسے بدنصیب خدا تعالےٰ کے علم میں میل اور جھاگ کا حکم رکھتے تھے اسلئے ان کا ارتداد دینِ برحق کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا تھا۔

(باقی صفحہ پر)

امریکہ میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر مبلغ امریکہ کی بصیرت افروز تقریر

جلسہ میں غیر احمدی معززین اور خواتین کی شرکت

از مکرم مولوی حکیم محمد الدین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم حیدر آباد

مورخہ ۹/۵۵ کو بعد نماز مغرب احمدیہ جوبلی ہال۔ افضل گنج حیدر آباد دکن میں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر مبلغ انچارج امریکہ نے مندرجہ بالا موضوع پر نہایت دلچسپ تقریر فرمائی۔ حاضرین میں مختلف مکتب خیال کے لوگ موجود تھے۔ بعض غیر احمدی علماء نے بھی اخیر تک تمام تقریر کو پورے انہماک سے سنا۔

تقریر کے آغاز میں آپ نے فرمایا کہ اسلام وہ مذہب ہے کہ جس کے پیرو تبلیغ کے ذریعہ صرف ایک سو سال کے اندر دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیل گئے۔ یہ تاریخ کی وہ کھلی حقیقت ہے جس کا اعتراف دوسرے مذاہب کے لوگوں نے بھی کیا۔

آجکل کے مسلمانوں کے متعلق موصوف نے بعض ٹھوس واقعات بیان فرمائے اور بتایا کہ کس طرح اُنہوں نے اپنے آپ کو مغربی ممالک میں جاکر دوسری اقوام میں ضم کر لیا ہے۔

موصوف نے غیر احمدی مسلمانوں کی ایک مسجد کا ذکر فرمایا کہ اس میں اعلانیہ ڈانس اور شراب نوشی کا پروگرام وہیں لایا جاتا ہے۔ وہ لوگ جو ایشیائی ممالک میں اسلامی ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں امریکہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے اپنے ناموں کو عیسائیت کے ناموں میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ مثلاً یوسف نامی شخص اپنے آپ کو وہاں جاکر مسٹر جوزف کہلانے میں فخر محسوس کرنے لگتا ہے۔

ایسے حالات میں جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے ان ممالک میں ازسرِنو اسلام قائم کرنے کے لئے جانے کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ کو یقین ہے کہ روئے زمین پر اسلام غالب آکر رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

چنانچہ اس بے سروسامانی کے باوجود تبلیغ کے کام کو امریکہ میں آج سے ربع صدی پیشتر شروع کیا تھا۔ موصوف نے مبلغین جماعت احمدیہ کی ابتدائی مشکلات کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح پیہم قربانی کے نتیجہ میں تبلیغ اسلام کے ذریعہ امریکہ کے عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس طرح آج سے ۶۰ سال پیشتر جو کچھ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے فرمایا تھا وہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ؎

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

موصوف نے اس ربع صدی کے عرصہ میں احمدیہ مشنوں کی ترقی کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ اور احمدی مبلغین کے ذریعہ جو قوم حلقہ بگوش اسلام ہوئی ہے اُن نو مسلموں کے اخلاص کے بعض ایمان افروز واقعات بھی بیان فرمائے۔

آخر میں موصوف نے فرمایا کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جب مدینہ میں مردم شماری کروائی تھی تو صحابہؓ نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ اب تو ہم بفضلہ ... ۷ ہو گئے ہیں۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ختم نہیں کر سکتی۔ اُسی طرح آج جبکہ احمدیت کے بیج کو بھی اللہ تعالےٰ نے اُس ملک میں اُسی پیمانہ پر بو دیا ہے۔ اب دنیا کی کوئی طاقت اُسے بھی ختم نہیں کر سکتی۔ آپ نے امریکہ کی متعدد نامور شخصیتوں کے حوالہ سے اُن کے اسلام کے متعلق تاثرات بیان کئے۔ کہ بفضلِ تعالیٰ ہماری جماعت کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں وہ ممالک جنہوں نے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلا کر یہ سمجھا تھا کہ اسلام کو نعوذ باللہ مٹا دینگے اب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئیوں کے ظہور کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور اُسی ملک کے لوگ اب ایسی کتابیں لکھ رہے ہیں۔ جو گویا عیسائیت کو اسلام کی طرف دعوت دینے کی تمہید ہے۔

تقریر کے بعد صاحب صدر نے سامعین کو سوالات پوچھنے کا موقعہ دیا۔ ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا کہ کیا امریکہ میں آپ لوگوں کی تبلیغ سے پادری بھی اسلام میں داخل ہوئے ہیں؟

محترم چوہدری صاحب نے فرمایا کہ دو پادری بفضلہ اب تک احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

دوسرا سوال اُسی مولوی صاحب نے یہ کیا کہ کیا دوسری اسلامی جماعتوں میں سے بھی کسی نے آجتک امریکہ میں تبلیغی کام کیا ہے یا صرف آپ کی جماعت ہی یہ کام کر رہی ہے؟

محترم چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ ہم بعض لوگوں کی انفرادی مساعی کا انکار نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو بحیثیت جماعت اس فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق نہیں ملی۔

ازاں بعد ایک تبلیغی جماعت کے صدر صاحب نے سوال پوچھا کہ جس تبلیغی کام کا آپ نے جماعت احمدیہ کے تعلق سے ذکر کیا ہے کیا ہم جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے ہیں اور اہلِ سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں ہم امریکہ میں ایسی تبلیغ نہیں کر سکتے؟

محترم چوہدری صاحب نے جواب دیا کہ سب ائمہ کو ماننے والے کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مطالبہ جو امریکہ کے لوگ ایسے واعظین سے کرتے ہیں۔ یعنی وہ واعظین اُنہیں حقیقی مسلمان بن کر دکھائیں وہ آپ کے ذریعہ پورا ہوتا ہو۔

اور دوسری دقت یہ ہے کہ آپ کن عقائد کی تبلیغ امریکہ کرنے جائیں گے۔ آپ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھاتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیر زمین مدفون بتاتے ہیں۔ اس عقیدہ سے اسلام کو کیا فتح حاصل ہو سکتی ہے!

مولوی صاحب موصوف خاموش ہو گئے۔ اُس کے بعد بفضلہ خیر و خوبی سے دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ قارئین کرام سے استدعا ہے کہ اس کے نیک نتائج کے لئے دعا فرماویں۔

اسلام و ارتداد بقیہ صفحہ ۹

ان حقائق کی روشنی میں آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ مرتد ہونے والے کا ارتداد قابل قدر ہے یا لائق نفرت۔ مگر فی زمانہ مخالفین احمدیت کا یہ حال ہے کہ وہ کسی کے مطلق ارتداد ہی کو دو کوڑی سمجھ کر احمدیوں کو طعنہ دینے لگتے ہیں کہ "لو جی! آج ایک قادیانی مسلمان ہو گیا"۔ اور یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ آخر اس ارتداد کا پس منظر کیا ہے۔

حق یہ ہے کہ "الاحمدیۃ کالکیر تنفی خبثھا" یعنی احمدیت بھی گویا ایک بھٹی ہے جو میل کچیل اور خس و خاشاک کو پھونک کر دفع دور کرتی رہتی ہے اور جو خالص سونا ہوتا ہے اُسے محفوظ رکھتی ہے جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کا ایک نظام ہے جو ہر وقت احمدیوں کی نگرانی کرتا اور ان کی بھلائی برائی پر نگاہ رکھتا ہے۔ ان کی گفتار و کردار اور علم و عمل کا جائزہ لیتا ہے۔ انہیں بد راہ نہیں ہونے دیتا اور نہ انکی باگیں ڈھیلی چھوڑتا ہے کہ مادر پدر آزاد ہو کر جدھر منہ اُٹھے چلدیں۔

بعض لوگ چوری میں ماخوذ ہو جاتے ہیں۔ بعض شدید بد اخلاقی کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً غیر منکوحہ عورتوں کو گھر میں ڈال لیتے ہیں۔ بد دیانتی، دروغ بے ایمانی فریب اور دھوکہ، دغابازی اور چالاکی سے کام لیتے ہیں ایسے موقعوں پر سلسلہ احمدیہ کا نظام گرفت کرتا اور سخت ایکشن لیتا ہے۔ لہو و لعب اور بیہودہ طریق سے روکتا ہے۔ احکام اسلام کی پابندی کی تاکید کرتا ہے جماعتی آئین و نظام کی فرمانبرداری کو فرض قرار دیتا ہے۔ اس پر بعض نو احمدی گھبرا جاتے ہیں اور اپنے تئیں مختلف پابندیوں میں محصور سمجھنے لگتے ہیں۔ اور یہ بالکل سچ ہے کہ سلسلہ احمدیہ تمام احمدیوں کو منظم اور باقاعدہ مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ اسلئے کمزور لوگ بہت جلد گھبرا جاتے اور ... ہو جاتے ہیں مگر دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کہتے یہ ہیں کہ وہ لوجہ اللہ احمدیت سے تائب ہو رہے ہیں۔

فلسفہ دعا بقیہ صفحہ ۸

۴۔ دعا کی قبولیت کیلئے بندہ کا متقی اور صالح ہونا ضروری ہے:۔ کیونکہ اگر ایک بندہ اپنے خالق و مالک کے احکام کی پابندی نہیں کرتا۔ اور اُس کی نافرمانی کرتے ہوئے فسق و فجور اور گناہوں میں مبتلا ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ سے کسی ممتاز سلوک کی امید کیسے رکھ سکتا ہے۔ ہاں قانون قدرت کے ماتحت خدا کی صفت رب العالمین سے تو مستفید ہوتا رہے گا۔ لیکن جو بندہ اپنے خالق و مالک سے کامل محبت رکھتا اور اسکی کامل اطاعت کرتا ہے۔ اور تقویٰ طہارت اور راست گوئی کے طریق پر قدم مارتا ہے۔ تو ایسے بندے کی درخواست دعا پر بھی خدا تعالےٰ بھی اُس کے ساتھ ایک ممتاز سلوک فرماتا ہے۔ "فلیستجیبوا لی" کے ارشاد قرآنی میں ایک دعا گو کے لئے پہلے اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی تلقین کی گئی ہے

۵۔ جب کسی ضرورت و حاجت کے لئے دعا کی جائے تو اُس حاجت کے لحاظ سے اللہ تعالےٰ کی اُن صفات اور اسماء الٰہی کو پیش نظر رکھا جائے جن کا اُس حاجت روائی سے تعلق ہے۔ مثلاً بیماری سے شفایابی کے لئے دعا کرنا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کی صفت "شافی"۔ رزق کی فراخی کے لئے دعا مقصود ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کی صفت رزاق و فتاح" اور گناہوں پر ندامت و پشیمانی کا اظہار اور توبہ و استغفار مقصود ہو۔ تو اللہ کی صفت "غفور و رحیم" کو پیش نظر رکھ کر اُس کے حضور میں دعا کی جائے۔ جوں جوں ایک عاجز بندہ اللہ تعالےٰ کی ان متناسب صفات اور اسماء پر غور کرتا چلا جائے گا۔ اُس کی طبیعت میں اسنا ہی زیادہ سوز و گداز پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ اور ایسی حالت میں اسکی سوز و گداز سے پُر دعا اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جوش میں لائے گی اور وہ اپنے گوہر مقصود کو پالے گا۔ اسلئے ایک دعا کرنے والے کے لئے لازم ہے۔ کہ موقع محل کے مطابق اللہ تعالےٰ کی مخصوص صفت کا واسطہ دے کر اُس سے دعا کرے تو ایسی دعا بھی بارگاہِ ایزدی میں جلد شرفِ قبولیت پاتی ہے۔ ولِلّٰہِ الاسماءُ الحسنیٰ فادعوہ بھا (اعراف ع ۲۲) کے ارشادِ خداوندی میں اسی حکمت و مصلحت کی طرف اشارہ اور رہنمائی کی گئی ہے

۶۔ دعا کے ساتھ تدبیر بھی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اسباب کا استعمال بھی قانون قدرت کے مطابق ہے۔ جب تک ایڈیل کی طرف صحیح توجہ نہ ہو گی ممکن ہے کہ مقصد کے حصول میں کامیابی نہ ہو۔ (باقی)

ہمارا دعویٰ ہے کہ احمدیت کی ساٹھ سالہ تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نہیں مل سکتی۔ کہ مرتد ہونے والا احمدیت کے عقائد سے بیزار ہو کر پیچھے ہٹا ہو۔ بلکہ ہر جگہ ہوائے نفس، خود غرضی اور مطلب پرستی کارفرما نظر آتی ہے اور یہ صورت حال

شعائر اللہ کی خدمت و حفاظت کی سعادت حاصل کرنیکا

زرّیں موقعہ

"ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری پوری کوشش کریں"

ارشاد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ۔

"دراصل قادیان کو آباد رکھنا ساری جماعت کا فرض ہے مگر تقدیر الہٰی کے ماتحت ایک حصہ کو قادیان سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرا حصہ قادیان میں آباد ہونے کی توفیق نہ پا سکا۔ اور صرف قلیل حصہ کو ہی یہ سعادت نصیب ہوئی۔ کہ وہ موجودہ حالات میں قادیان میں ٹھہر کر خدمت دین بجا لادیں۔ پس دوسروں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی خدمت اور آرام کا خیال رکھیں۔ اور انہیں کم از کم ایسی مالی پریشانیوں سے بچائیں۔ جو توجہ کے انتشار کا موجب ہوں۔ حقیقتاً ہم پر یہ درویشوں کا احسان ہے۔ کہ وہ بھاری قربانی کر کے قادیان میں ہماری نمائندگی کر رہے ہیں۔ پس یہ امداد ہرگز صدقہ و خیرات کے رنگ میں نہیں بلکہ ایک تحفہ ہے۔ جو شکرانہ اور قدر دانی کے رنگ میں ہم پاکستانی و ہندوستانی دوست درویشوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں"۔ (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ)

مندرجہ بالا ارشادات کے پیش نظر میں امید کرتا ہوں کہ احباب زیادہ سے زیادہ تحریک درویش فنڈ میں حصہ لیں گے۔ ناظر بیت المال

نادان انسان

سمجھتا ہے کہ جو دولت و مال اس نے جمع کیا ہے وہ اُس کا ہے۔ لیکن وہ بھولا ہوا ہے۔ کہ یہ مال و دولت یا تو اُسے دنیا ہی میں نہتا چھوڑ کر بے وفائی کر سکتی ہے۔ اور وہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو سکتا ہے۔ اور یا پھر وہ اپنی خون پسینہ ایک کر کے کمائی ہوئی دولت کو بڑی حسرت کے ساتھ چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔ اور عین ممکن ہے کہ اولاد نالائق ہو کر اس دولت کو پانی کی طرح بہا کر ضائع بھی کر دے۔

پس مبارک ہے وہ شخص کہ قبل اس کے کہ دولت اس سے بے وفائی کر جائے یا موت ہی اُسے دولت سے علیحدہ کر دے۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کر کے اُس کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اپنے لئے ایسا زاد راہ تیار کر لیتا ہے جو نہ صرف اُسی کے لئے ابدی بھلائی اور نجات کا قطعی اور یقینی ذریعہ ہے۔ بلکہ جب تک وہ دنیا میں رہے گا اور اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد پر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے لبریز نظر ہو گی۔ اور مالی لحاظ سے دس گنا دنیا میں اور ستر گنا آخرۃ میں والی سچی مثال کے اثرات بچشم خود دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہمیں ان راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو اُس کے فضل۔ رضا اور احسان کی راہیں ہیں۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان

غیر معمولی آفتوں کے دن (بقیہ صفحہ)

بالآخر اس بات کا ذکر کر دینا بھی نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ خبریں انسانوں کی محض بھلائی کیلئے دی ہیں۔ اسلئے دی ہیں کہ لوگ خدا سے ڈر کر اپنی اصلاح کریں اور اسکی طرف متوجہ ہوں اور تمام دنیا راہ راست پر آ جاوے نہ کسی اور غرض کیلئے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں

__پیشگوئیوں کی غرض اصلاح ہے__ "یاد رہے یہ اعلان تشویش پھیلانے کیلئے نہیں بلکہ آئندہ تشویش کی پیش بندی کے لئے ہے تا کہ کوئی بے خبری میں ہلاک نہ ہو۔ ہر ایک امر نیت سے وابستہ ہے۔ پس ہماری نیت دکھ دینے کی نہیں بلکہ دکھ سے بچانے کی نیت ہے وہ لوگ جو توبہ کرتے ہیں خدا کے غضب سے بچائے جائیں گے مگر وہ بدقسمت ہے جو توبہ نہیں کرتا اور ٹھٹھے کی مجلسوں کو نہیں چھوڑتا اور بدکاری اور گناہ سے باز نہیں آتا اسکی ہلاکت کے دن نزدیک ہیں کیونکہ اسکی شوخی خدا کی نظر میں قابل غضب ہے"۔ (الوصیت ۱۹۰۵ء)

آپ کو ان باتوں اور پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا اسقدر یقین تھا کہ آپ گویا ان باتوں کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ آپ نے ان باتوں کو براہ راست خدا سے حاصل کیا تھا اسی لئے ان باتوں کو محفوظ رکھنے کی تائید فرماتے ہوئے لکھا

__پیشگوئیوں کی حفاظت کی تاکید__ "اے سننے والو ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہو گا"۔

سو ان پیشگوئیوں کے پورا ہونیکا سلسلہ شروع ہو چکا ہوا ہے جو بتاتا ہے کہ یہ باتیں واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں نہ کہ کسی اٹکل سے۔ ان باتوں کا پورا ہونا آپکی صداقت کی روشن دلیل ہے۔

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ـــــ لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے دائمی مرکز قادیان میں

جماعت احمدیہ کا چونسٹھواں (۶۴ واں)

جلسہ سالانہ

۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے

تمام احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں بالخصوص اور دیگر متلاشیانِ حق کی خدمت میں بالعموم یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ قادیان (مشرقی پنجاب) کا چونسٹھواں سالانہ اجتماع جس کی بنیاد ۱۸۹۱ء میں مجدد دوران مصلح زمان مسیح موعود مہدی معہود سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے رکھی تھی مورخہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو بمقام قادیان منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مذہبی، علمی اور روحانی مضامین پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نقطۂ نگاہ سے ہندوستان و پاکستان کے مشہور علماء تقاریر فرمائیں گے۔

تمام احباب جماعتہائے ہندوستان سے خاص طور پر درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس جلسہ میں خود بھی شمولیت اختیار فرماویں اور دوسرے دوستوں کو اس میں شریک ہونے کی تحریک کر کے ساتھ لائیں۔ اور مقامات مقدسہ کی زیارت، روح پرور تقاریر اور اجتماعی دعاؤں سے اپنے ایمانوں کو تازہ کریں اور روحانی پیاس کو بجھائیں موجودہ گمراہی، ضلالت اور مادیت کے زمانہ میں زندہ خدا کے زندہ نشانات کو مشاہدہ کرنے اور ان کا تذکرہ سننے کا یہ زریں موقعہ ہے۔

جملہ مذاہب کے امن پسند متلاشیانِ حق کو بھی اس موقعہ پر قادیان آنے اور جلسہ میں شریک ہونے کی باادب دعوت دی جاتی ہے۔

نوٹ ۱: قیام و طعام کا انتظام بذمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گا۔ موسم کے لحاظ سے بستر اور برتن کا انتظام احباب خود کر کے آئیں۔

۲: جلسہ کا تفصیلی پروگرام عنقریب شائع کیا جائے گا

۳: اس موقعہ پر مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہو گا اور ان کا علیحدہ جلسہ بھی ہو گا۔ اس کا پروگرام بھی مذکورہ پروگرام کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منشی فقیر محمد صاحب گلبرگہ کا انتقال

فقیر محمد صاحب ولد محمد سلطان صاحب یادگیر کے متوطن تھے۔ سالہا سال سے گلبرگہ میں سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی کے کاروبار بیڑی کے فروخت کے لئے دکان پر متعین تھے۔ مخلص، متقی اور سلسلہ کا درد رکھنے والے پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گذار تھے۔ تبلیغ کا جوش رکھتے۔ سلسلہ کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے۔ مبلغین سلسلہ اور کارکنان سلسلہ کی ہر طرح خدمت کرنے میں خوشی محسوس کرتے۔ موصی تھے۔ ۳ سال سے مسلسل دمہ و گردہ کے عارضہ میں مبتلا و فریش تھے۔ اسی مرض سے اُن کا انتقال ۹ راکتوبر ۱۹۵۵ء کو ہوا۔ گلبرگہ کے شاہ بازار کے قبرستان خانقاہ قیام گاہ قدیم حضرت خواجہ بندہ نواز (رحمۃ اللہ) میں دفن کئے گئے۔ امانتاً دفن کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ مرحوم نے پیچھے ۲ لڑکیاں ۳ لڑکے اور ایک اہلیہ یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کی مغفرت کا ملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ نماز جنازہ پڑھنے کی بھی درخواست ہے کیونکہ جنازہ پر زیادہ احمدی احباب نہ تھے۔ طالب دعا محمد اسمٰعیل وکیل یادگیر

پتہ مطلوب ہے

نظارت ہذا کو مکرم محمد سالم اکبر صاحب آف پرکھوٹی کا موجودہ پتہ مطلوب ہے۔ اگر وہ خود اس اعلان کو پڑھیں یا کسی اور دوست کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو۔ تو مہربانی فرما کر نظارت ہذا کو ان کے موجودہ پتہ سے جلد مطلع فرماویں۔

(نظارت بیت المال قادیان)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

امرتسر۔ ۲۴ ر اکتوبر۔ پنجاب کے لیبر منسٹر چوہدری سندر سنگھ نے بیاس سے ۲۰ میل دور مدھو سورج پور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی سرکار نے سیلاب کے پیش نظر پنجاب کو ۶۵ ہزار ٹن گندم دی ہے۔ اس کے علاوہ امریکہ نے مفت تقسیم کے لئے ۱۶ ہزار ٹن گندم دی ہے۔ پنجاب سرکار کے پاس ۱۵۰ ہزار ٹن گندم بھی موجود ہے۔ ضرورت پڑنے پر پنجاب سرکار مزید گندم منگوائے گی۔ اور کسی کو بھوک سے نہ مرنے دیا جائے گا۔ بیکار اشخاص کو حکومت سیلاب میں بہہ گئی نالیوں اور سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کے کام پر لگائے گی۔

گورداسپور۔ ۲۴ ر اکتوبر۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے ایک پریس کانفرنس میں بیان کیا کہ ضلع کی ساڑھے ۹ لاکھ آبادی میں سے ۸ لاکھ اشخاص کو حالیہ بارشوں اور سیلاب سے نقصان پہنچا ہے۔ اور ۱۸ سو دیہات میں سے ۱۴ سو دیہات [illegible] ہوئے ہیں ۷ دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ ۲۰ دیہات کی اراضی دریا کی زد میں آگئی۔ ضلع میں ۲۹ اشخاص ہلاک ہوئے۔ حکومت نے سیلاب زدگان کو ریلیف دینے کے لئے ایک لاکھ ۵ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ دیہات میں چھ ہزار مویشی ہلاک ہوئے۔ اس وقت سیلاب زدگان میں آٹے کی ۲۶ ۱۲ بوریاں اور ۱۶۷ من بھنے ہوئے چنے تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ گورنمنٹ نے تقاوی کے طور پر ۸ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔ اس میں سے ۵ ۳ لاکھ روپیہ تقسیم کیا جا چکا ہے۔

ماسکو۔ ۲۳ ر اکتوبر۔ روس کے وزیر اعظم مارشل بلگانن نے تخفیف اسلحہ کے بارے میں صدر آئزن ہاور کے آخری خط کا جواب دیدیا ہے انہوں نے اپنے جواب میں اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ کہ صدر آئزن ہاور نے روس کی تجویز کو پسند کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اچانک حملوں کے امکان کو ختم کرنے کے لئے نگران چوکیاں قائم کرنی ضروری ہیں۔ اور اس فیصلہ سے تخفیف اسلحہ کے متعلق سمجھوتہ میں مدد ملے گی۔ مارشل بلگانن نے یہ بھی لکھا ہے کہ ماسکو میں یہ دعا کی جا رہی ہے کہ آپ جلد صحتیاب ہوں۔ صدر آئزن ہاور کا علاج کرنے والے ڈاکٹر نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ صدر آئزن ہاور ۵ ر نومبر اور ۱۲ نومبر کے درمیان ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اپنے فارم کو جو پنسلوانیا میں ہے جا سکیں گے۔ آپ وہاں دو ماہ آرام کریں گے اور اس کے بعد ڈاکٹر معائنہ کر کے بتائیں گے کہ آیا آپ مکمل طور پر صحت یاب ہوئے ہیں۔ یا کہ ابھی نہیں۔

کراچی۔ تمام مغربی پاکستان میں قبائلی علاقوں کے علاوہ تمام اضلاع کے حکام کو ڈپٹی کمشنر کہا جائے گا۔ قبائلی علاقوں میں پولیٹیکل ایجنٹ کا عہدہ برقرار رہے گا۔

قاہرہ۔ ۲۱ ر اکتوبر۔ مصر میں سامان حرب کی خریداری کے واسطے سرمایہ فراہم کرنے کی جو تحریک شروع ہوگئی تھی اس کے نتیجہ میں ۱۸ ر اکتوبر پانچ لاکھ ۸۱ ہزار پاؤنڈ کی رقم جمع ہو چکی ہے۔ اس مقصد سے فوجی پریڈ میں سامان حرب کی نمائش کی گئی۔ فلمسٹاروں نے بھی چندہ فراہم کرنے میں حصہ لیا۔

مصر میں مقیم یہودیوں نے بھی ۵ ہزار پاؤنڈ اسلحہ کی خریداری کے واسطے دیئے ہیں۔ بینکوں تجارتی اداروں اور عوام نے ۳ لاکھ ۲۱ ہزار پاؤنڈ دیئے ہیں۔ سپریم پروڈکشن کونسل نے ۲۵۰۰۰ پاؤنڈ کی رقم پیش کی ہے۔

واضح ہو کہ قومی اسلحہ کے ہفتہ کا آغاز گزشتہ سنیچر کے روز ہوا تھا۔ اور ہنوز پوری سرگرمی سے سرمایہ فراہم کرنے کا کام جاری ہے۔

نئی دہلی۔ ۲۰ ر اکتوبر۔ سعودی عرب کے شاہ ۲۷ ر اکتوبر کو دو ہفتہ کے دورہ پر ہندوستان پہنچ رہے ہیں۔ رات کو بمبئی میں قیام کر کے نئی دہلی پہنچیں گے چونکہ ایک غیر ملکی بادشاہ ہندوستان کے دورہ پر آرہے ہیں۔ اس لئے روائتی اعزاز کے مطابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد خود ان کا خیر مقدم کریں گے۔

دو ہفتہ کے دوران قیام میں اعلیٰحضرت شاہ سعود اور ان کی پارٹی کے دوسرے ممبران ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کریں گے اور ترقیاتی منصوبوں کو دیکھیں گے۔ وہ ۱۲ نومبر کو بذریعہ بحری جہاز واپس سعودی عرب کے لئے روانہ ہو جائیں گے نائب صدر انڈونیشیا ڈاکٹر محمد حتیٰ اور شاہ نیپال بھی اس موقعہ پر ہندوستان آئیں گے۔ اس طرح تین بہ یک وقت غیر ملکی معزز مہمان ہندوستان میں ہوں گے۔ جن میں دو بادشاہ اور ایک نائب صدر شامل ہوں گے۔

کولمبس۔ ۹ ر اکتوبر۔ سوڈا واٹر بنانے والی کمپنی کے صدر مسٹر کوپل ین نے ایک ایجاد کی ہے اس ایجاد کو آیرہ میٹر کے نام سے موسوم کیا جائیگا ایک درمیانہ آمدنی والا شخص بھی ۵ اسینٹ کے خرچ کے بعد آکسیجن کا ایک کش اس مشین سے پانچ منٹ تک لے سکے گا۔ جس سے اس کا نشہ ہرن ہو جائے گا۔ مسٹر کوپل ین نے دعویٰ کیا ہے کہ اس سے شراب خانہ کو بھی فائدہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے استعمال کے بعد زیادہ سے زیادہ شراب نوشی کے بعد بھی نشہ نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ اس سے دوسرے فوائد بھی مرتب ہونگے۔

یہ دمہ اور تپ کاہی کے مریضوں کے لئے بہت ہی اکسیر ہوگا۔ اور اس کے استعمال سے موٹر اور انجن ڈرائیوروں کی تھکاوٹ بھی دور ہو جائے گی۔

مدراس۔ ۱۹ ر اکتوبر۔ ریاست مدراس میں بطور تجربہ ایک کانسٹبل والے تھانے قائم کئے جائیں گے۔ حال ہی میں ایسے تھانے مالا بار میں قائم کئے گئے ہیں۔ یہ تھانے دیہات میں کھولے جائیں گے اور ان کا مقصد جرائم کو روکنا ہے۔

کراچی۔ ۱۹ ر اکتوبر۔ پاکستان کے وزیر بحالیات نے اعلان کیا کہ غیر منقولہ متروکہ جائیداد کے دعوے پیش کرنے کی تاریخ ۳۱ ر دسمبر تک بڑھا دی گئی ہے انہوں نے مہاجرین سے کہا بلدار جلد دعوے پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔

قاہرہ۔ ۱۹ ر اکتوبر۔ مصری وزیر اعظم کرنل ناصر روس کا دورہ کرنے کے بعد پولینڈ کا دورہ کریں گے۔ اس امر کا آج سرکاری طور پر اعلان کیا گیا۔ یاد رہے کہ حکومت پولینڈ نے حال ہی میں کرنل ناصر کو پولینڈ آنے کی دعوت دی تھی۔

ہیگ۔ ۱۹ ر اکتوبر۔ وزیر زراعت ہالینڈ نے حکومت پاکستان کی دعوت پر پاکستان کا دورہ کرنا منظور کر لیا ہے۔

پٹنہ۔ ۱۹ ر اکتوبر۔ تین روزہ بحث کے بعد بہار کی قانون ساز کونسل نے مویشی کے تحفظ کا بل منظور کر لیا۔ اس بل کے تحت بہار میں گائے۔ بیل بچھڑے اور سانڈ کو کاٹنے کی ممانعت ہو جائے گی۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو قید و جرمانہ یا دونوں میں سے کوئی ایک سزا دی جا سکے گی۔ اس بل کے تحت حکومت کی اجازت سے صرف طبی تحقیقات کے لئے ان جانوروں کو کاٹا جا سکے گا۔

نئی دہلی۔ ۲۴ ر اکتوبر۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کل دہلی میں انٹر یونیورسٹی فیسٹیول کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ اب روس اور امریکہ کے درمیان کم سے کم اختلافات ہیں۔ اور جوں جوں وقت گزرتا جائے گا دونوں ملک ایک دوسرے کے نزدیک آ جائیں گے۔ جہانتک ہر دو ممالک کے اختلافات کا تعلق ہے۔ یہ اختلافات اصولی ہیں۔ لیکن ہر دو ممالک اپنی جنگی طاقت بڑھانے کے لئے اپنا پورا زور لگا رہے ہیں۔ اور دونوں ہی ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور دونوں ہی اپنے اپنے ملک کی تعمیر میں جٹے ہوئے ہیں اور وہ دن دور نہیں جبکہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے کے نزدیک تر آ جائیں گے۔ اس فیسٹیول میں شامل ہونے والے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے پنڈت نہرو نے کہا کہ آپ کو منطق اور بلند خیال بلنا چاہیئے۔ اگر آپ کا رجحان ڈاکٹری کی طرف ہے تو آپ کو شاندار ڈاکٹری ایجادیں کرنے کی دھن لگی رہنی چاہیئے۔ جس سے ساری دنیا مستفید ہو سکے۔ اور اگر آپ کو انجینیرنگ کا شوق ہے تو انجینیر کے متعلق نئی نئی ایجادیں کرنے کی دھن میں لگے رہو۔ ہو سکتا ہے کہ آپ سب اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ لیکن جب بھی آپ کسی کام کو ہاتھ میں لیں اسے شاندار طریقہ سے کریں۔

نئی دہلی۔ ۲۴ ر اکتوبر۔ بھارت سرکار کے پلاننگ کمیشن نے ۱۶ ر دسمبر ۱۹۵۴ء کو جو نشہ بندی تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ سارے ملک میں یکم اپریل ۱۹۵۸ء تک مکمل طور پر نشہ بندی کر دی جائے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ موجودہ مالی سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے مختلف صوبائی گورنمنٹوں کو نشہ بندی کی پالیسی کو منظور کرنے اور یکم اپریل ۱۹۵۸ء تک مکمل طور پر نشہ بندی کا اعلان کرنا چاہیئے۔ اس اثنا میں پبلک کو تیار کرنا چاہیئے۔ کہ وہ نشہ بندی کے پروگرام میں گورنمنٹ کو پورا پورا تعاون دے۔ بھارت سرکار کو یہ واضح اور غیر مبہم اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ "نشہ بندی گورنمنٹ کی قومی پالیسی بن چکی ہے۔ سارے ملک میں بتدریج نشہ بندی کی جائے گی۔ اور طبی مقاصد کے سوائے نشہ بندی کی جائے گی۔ اور طبی مقاصد کے سوائے نشہ اور مشروبات اور دیگر اشیا کا استعمال بند کر دیا جائے گا۔ اور یکم اپریل ۱۹۵۸ء سے پہلے پہلے صوبائی اسمبلیوں کے ذریعہ نشہ بندی ایک قومی قانون بن جائے گا۔"

جن صوبوں میں نشہ بندی نافذ نہیں وہاں یکم اپریل ۱۹۵۶ء سے ہوٹلوں۔ بار وں۔ ریسٹورنٹوں۔ کھیتوں کلبوں۔ سینماؤں اور تمام مجلسی یا مذہبی پارٹیوں اور تقریبوں میں شراب کا استعمال بند کر دیا جائے۔ اس عبوری دور میں جن ہوٹلوں میں غیر ملکی اشخاص یا سیاح آتے ہیں۔ وہاں ایک علیحدہ کمرہ میں غیر ملکیوں اور سیاحوں کو عارضی پرمٹوں کی بنا پر شراب سپلائی کی جائے۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ یکم اپریل ۱۹۵۶ء سے یکم اپریل ۱۹۵۸ء تک حسب ذیل اقدامات کئے جائیں۔ (۱) شہری اور دیہاتی اقیوں میں شراب کی دکانوں کو بتدریج کم کیا جائے (۲) شراب کی دکانوں کو ایک ہفتہ میں زیادہ سے زیادہ دو دن کے لئے بند رکھا جائے (۳) دکانوں کو سپلائی کی جانے والی شراب میں بتدریج کمی کی جائے۔ (۴) صنعتی اور ترقیاتی پراجیکٹوں کے علاقوں میں اور اس کے قریبی علاقوں میں شراب کی دکانوں کو بمقابلہ پہلے بند کیا جائے۔ جہاں تک گانجا بھنگ۔ چرس اور دوسری نشہ آور ات کا تعلق ہے۔ ان کی دکانوں میں بھی بتدریج کمی کی جائے۔ اور انہیں سپلائی کئے جانے والے مال میں کمی کی جائے۔

مسعود احمد
29.10.55